کلیاں اور پھول

شعری مجموعہ

ڈاکٹر منموہن طالبؔ

کلیاں اور پھُول

شعری مجموعہ

ڈاکٹر منموہن طالب

مرکزِ ادب بھوپال

KALIYAN AUR PHOOL

BY

DR. MAN MOHAN TALIB

☆ کمپیوٹر کمپوزڈ : جیلانی کمپیوٹر سینٹر ابراہیم پورا، بھوپال

فون نمبر: 534180

☆ ترتیب وانتخاب : سیدہ نساء جاوید، سیدہ سدرہ جنید

☆ سرورق : عدنان عباسی

☆ اشاعت کا سال : ۲۰۰۱ء

☆ طباعت : اوتار گرافکس ایم۔ایل۔بی۔ کالج روڈ بھوپال

☆ تعداد : پانچ سو

☆ زرِ تعاون : پچھتّر روپے Rs. 75/-

☆ ملنے کے پتے : ڈاکٹر منموہن ناتھ شرما طالبؔ

☆ ایل، ۱۹۷ بھارتی نکیتن پوسٹ آفس گووندپورہ بھوپال-462023

☆ مکتبۂ جامعہ، جامعہ نگر نئی دہلی - ۲۵

☆ مکتبۂ افکار سی 105 نیشنل آٹو پلازا مارسٹن روڈ کراچی (پاکستان)

☆ مکتبۂ شاعر قصر الادب پوسٹ بکس نمبر 4526 بمبئی - ۸

ناشر

مرکزِ ادب بھوپال

(ایم. ایل. بی کالج روڈ بھوپال-462001)

انتساب

اپنی رفیقۂ زندگی سُدرشنا کے نام

سائے کی طرح ساتھ رہے ہو قدم قدم
تم جیسا مجھ سے پیار کسی نے نہیں کیا

☆ ڈاکٹر منموہن طالب اس سچی غزل کے شاعر ہیں جو تین سو سال سے پر بہار رہی ہے۔ اس کتاب میں غزل کے شعر ہیں۔ غزل پر مقصدی تحریک، ترقی پسندی اور جدیدیت سب نے اپنی اپنی چادریں ڈالیں لیکن غزل کے پاس یادوں کی ایک الماری ہے۔ اس الماری میں مقصدی تحریکات، ترقی پسند نظریات اور جدت طرازیاں سجا کر جو غزل پہلے اور آخری دن کی غزل رہتی ہے اسی سلسلے کی منموہن کی موہنی غزلیں ہیں۔

(پدم شری) ڈاکٹر بشیر بدر

۶؍جولائی ۲۰۰۱ء
۱۱، ریحانہ کالونی
عید گاہ ہلز بھوپال

طالب ، ایک شخص کئی روپ

عشرت قادری

ڈاکٹر منوہن ناتھ شرما طالب نے خود کو شاعر کے روپ میں پیش کرنے کے لئے جو طویل سفر طے کیا ہے وہ کسی طلسماتی داستان سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ان کی شخصیت کا ہر پہلو تحیّر خیز ہے۔وہ مسمریزم کے ماہر کی حیثیت سے لمبے عرصے تک باقاعدہ طور پر اسٹیج شو کر کے ''دیوانہ جادوگر'' کے نام سے دور دور تک مشہور رہے ہیں۔ہندوستانی کلاسیکی موسیقی سے دلچسپی کے نتیجے میں اپنی آواز کا جادو بھی جگاتے رہے ہیں۔آلات موسیقی میں ستار، ہارمونیم ،اور طبلہ وغیرہ بجانے کی بھی مہارت رکھتے ہیں۔ موسیقی کا شوق انہیں اپنے گھر ہی میں پیدا ہوا جس کی تفصیل انہوں نے ''کہانی میری'' میں جزئیات کے ساتھ بیان کی ہے۔پولیس کے محکمے میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آفیسر کے عہدے پر فائز رہ کر وہ کارنامے انجام دیئے کہ بڑے بڑے قاتلوں اور خوں خوار مجرموں کو آہنی سلاخوں کے پیچھے پہنچا دیا جس کے صلے میں انھیں بے شمار اعزازات سے بھی سرفراز کیا گیا۔محکمۂ سراغ رسانی میں ان کی خدمات حاصل کی گئیں تو اس دوران انھیں جو تجربات ہوئے اور جو واقعات سامنے آئے ،انھیں کہانیوں کی شکل میں قلمبند بھی کرتے رہے جن میں اکثر اردو ، ہندی، کے کثیر الاشاعت اخبارات اور رسائل میں شائع بھی ہوئیں۔آیورویدک طریق علاج پسند آیا تو باقاعدہ طور پر اس کا ڈپلوما حاصل کیا۔ان کے پاس بعض ایسے مجربات بھی ہیں جو تیر بہدف ثابت ہوتے ہیں۔لیکن پیشہ کسی کو نہیں بنایا۔اب ملازمت سے سبکدوش ہوکر کاغذ اور قلم سے رشتہ استوار کئے ہوئے ہیں۔غزلیں، نظمیں، گیت، کہانیاں اور مختلف موضوعات پر مضامین لکھ رہے ہیں۔ڈاکٹر منوہن طالب کی شخصیت کے جتنے پہلو میرے سامنے آئے ہیں ان میں انسانیت، ترحّم اور دردمندی کا عنصر غالب ہے۔وہ کسی کے بھی دکھ درد میں اس اپنائیت اور خلوص کے ساتھ شریک ہوتے ہیں کہ موجودہ دور میں اس کی مثال مشکل ہی سے ملے گی۔اور یہی درد ان کی شاعری میں بھی محسوس کیا جا سکتا ہے۔

طالب کی تخلیقات، آل انڈیا ریڈیو، دوردرشن، اور موقر، رسائل کے وسیلے سے ارباب ذوق تک پہنچتی رہتی ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ خوش مزاجی اور لگن کے ساتھ اپنی منزل کی سمت بڑھ رہے ہیں۔اس اعتبار سے ان کے مزید نمایاں ہونے کے امکانات روشن ہیں۔

بھوپال ۱۵ راگست ۲۰۰۰ء

طالب۔ ایک البیلا شاعر

☆اردو زبان اورادب کے زمرے میں شامل شاعری ایک ایسی دلپذیر، لطیف، نازک اور اہم صنفِ سخن ہے جو بہت تیزی کے ساتھ سننے یا پڑھنے والے کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور متاثر بھی کرتی ہے۔خصوصیت کے ساتھ عوام پسندی میں غزل کو امتیازی حیثیت حاصل ہے ۔یہی سبب ہے کہ اردو غزل کے معرضِ وجود میں آنے سے لیکر اب تک اس نے جو ارتقاء کے مدارج طے کئے ہیں اور جس تیز رفتاری کے ساتھ اس کو فروغ حاصل ہوا ہے وہ اس کی طلسماتی فضا اور سحر انگیزی کو ظاہر کرتی ہے اگر چہ انیسویں صدی عیسوی کی چوتھی اور پانچویں دہائی کے دوران اردو غزل کی مخالفت میں زبردست ہنگامے بھی برپا ہوئے لیکن اس کی مقبولیت اور ترقی کی راہ میں حائل ہونے والی تمام رکاوٹیں بے سود ثابت ہوئیں اور یہ کافر صنفِ سخن کچھ اور بھی زیادہ نکھر کر دوشیزگی کے پیرہن میں مزیدسجیلے پن کے ساتھ اپنے پرستاروں کا حلقہ وسیع کرتی چلی گئی یہ اور بات ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ معیار اور اقدار بھی بدلتی چلی گئیں اور آج دواوین کی اشاعت بھی ایک عام سی بات ہو کر رہ گئی ہے جبکہ متقدمین اور متاخرین شعرا اپنے کلام کی اشاعت میں کسی عجلت سے کام نہیں لیا کرتے تھے۔برسوں میں کہیں جا کر کسی

شاعر کا مجموعہ چھپ کر شائقین تک پہنچتا تھا۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور میں ہر ماہ اگر ہزاروں نہیں تو سینکڑوں شعری مجموعے اشاعت پذیر ہو رہے ہیں۔ جن میں شعری معیار پست سے پست تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن کچھ ایسے شاعر بھی موجود ہیں جو برسوں سے شعر کہہ رہے ہیں مگر کتاب کی اشاعت پر کوئی خاص توجہ نہیں دیتے جو اس بات کی طرف واضح اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں اساتذہ کی قدیم روش کو شعوری طور پر برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر منموہن ناتھ شرما طالبؔ ایسے ہی شاعروں میں شمار کئے جاتے ہیں جن کا شعری سفر کم و بیش بیس سال کو محیط ہے لیکن اس طویل مدت میں نہ تو انھوں نے کبھی مشاعروں میں شرکت کی اور نہ ہی چھوٹی بڑی ادبی محفلوں میں شریک ہو کر اپنا کلام سنانے کی طرف دھیان دیا۔

ڈاکٹر منموہن ناتھ شرما جن کا ادبی نام ڈاکٹر منموہن طالبؔ ہے بھوپال کی عظیم علمی، ادبی اور تہذیبی درسگاہ سیفیہ کالج میں ایم اے اردو تک زیر تعلیم رہے۔ شاعری سے انھیں والہانہ لگاؤ شروع ہی سے تھا۔

آزادی کے بعد زمین کے بٹوارے کے نتیجے میں رونما ہونے والے اندوہناک حالات اور حادثات کو بھی انھوں نے جھیلا ہے۔ اور اپنے وطن عزیز لاہور سے ہجرت کا دکھ بھی برداشت کیا ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ انھیں

حالات نے شاعری کی طرف راغب کیا ہوگا۔ وہ ایک مدت تک محکمہ پولس اور سراغ رسانی میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ اس ملازمت کے دوران سراغ رسانی میں انھیں انوکھے اور عجیب و غریب واقعات اور تجربات کا سامنا ہوا۔ جنہوں نے ان کے اندر چھپے ہوئے شاعر کو بیدار کرنے میں اہم رول ادا کیا۔ ان سے پہلے ان کے خاندان میں شاعری اور ادب سے کسی کو دلچسپی نہیں تھی۔ مگر چونکہ ان کی ابتدائی تعلیم لاہور کی ایک مسجد کے مکتب میں شروع ہوئی جہاں دینی تعلیم کے ساتھ اردو زبان بھی پڑھائی جاتی تھی۔ یہیں سے انھیں اردو ادب سے دلچسپی پیدا ہوئی اور وہ ایک کہانی لکھنے والے کی حیثیت سے سامنے آئے۔

ڈاکٹر منموہن طالبؔ کی مادری زبان ہندی ہے لیکن انھوں نے اردو زبان کی ادبی کتابوں کا ایک عرصے تک گہرا مطالعہ کیا اور اپنے شعری ذوق کو پروان چڑھایا اور وہ ایک معتبر شاعر کی حیثیت سے نمایاں ہونے میں کامیاب ہوئے۔

ڈاکٹر منموہن طالبؔ کی پسندیدہ صنف غزل ہے لیکن انھوں نے گیت، قطعات، پابند اور آزاد نظمیں بھی کہی ہیں۔ جو نمونے کے طور پر ان کے اس اولین شعری مجموعے میں شامل ہیں۔

ڈاکٹر منموہن طالبؔ کا یہ مجموعہ مرکزِ ادب بھوپال سے شائع ہو رہا

ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ طالب کی دریافت کا سہرا ابھی مرکزِ ادب بھوپال ہی
کے سر بندھتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ادبی حلقوں میں طالب کی شاعری کو
خلوص اور وقعت کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔

زیرِ نظر مجموعے میں ان کی چند غزلیں اور گیت ہندی پڑھنے والوں
کے لئے دیوناگری میں بھی شائع کئے جا رہے ہیں۔

یکم جولائی ۲۰۰۱ء   بدر واسطی

کہانی میری

۱۹۲۹ء میں لاہور میں میری پیدائش ہوئی، لاہور حکومتِ برطانیہ کے زمانے میں صوبہ پنجاب کا دارالخلافہ تھا اس وقت ہندوستان کے صرف پانچ صوبے ہوا کرتے تھے جن میں ایک پنجاب تھا اور سارے پنجاب میں اردو کا بول بالا تھا، سرکاری دفاتر میں تمام کام اردو زبان ہی میں ہوتا تھا، کہتے ہیں لاہور شہر اور قصور شہر لو اور کش نے بسایا تھا لیکن یہ بھی یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ لاہور مغل بادشاہ نے آباد کیا ہے۔

لاہور شہر دریائے راوی کے کنارے بسا ہوا ہے اور انتہائی خوبصورت ہے آج بھی وہاں اس کال کے دروازے، دہلی گیٹ، شاہ عالمی دروازہ، لوہاری دروازہ، بھاٹی دروازہ وغیرہ موجود ہیں۔ یہ خوبصورت باغات کا شہر مانا جاتا ہے، یہاں شاہدرہ میں بادامی باغ ہے جس میں جہانگیر بادشاہ اور نور جہاں کے مقبرے ہیں اسی طرح شالیمار باغ، لارنس باغ اپنی خوبصورتی کے لئے مشہور ہیں، ایسا لگتا ہے جیسے ان باغوں میں کھلنے والے پھولوں سے شاعری کے انمول شعر جھڑتے ہوں، کہا جاتا ہے کہ اس میں انارکلی کی قبر بھی ہے جسے مغل بادشاہ اکبر نے دیوار میں چنوا دیا تھا، یہ علاقہ انارکلی کے نام سے ہی مشہور ہے اور فیشن کا تجارتی مرکز ہے۔ لاہور شہر کے بارے میں تفصیل کے ساتھ لکھا جانا ممکن نہیں ہے میں تو اتنا ہی کہوں گا کہ جس نے لاہور نہیں دیکھا وہ پیدا ہی نہیں ہوا۔

مجھ میں شاعری کا شوق پیدا کرنے والی پہلی ہستی میری ماں کی ہے جس نے
مجھے ایک مسجد کے مکتب میں مولانا خورشید صاحب کے پاس ابتدائی تعلیم کیلئے ان کے
حوالے کیا، یہیں میں نے اردو پڑھنی شروع کی، اس وقت اور آج کے معیارِ تعلیم میں
زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ مکتب میں میں نے صرف دو ہی جماعتیں پاس کی تھیں کہ
گورنمنٹ پرائمری اسکول میں تیسری کلاس میں مجھے داخلہ مل گیا، یہ بات
قابلِ ذکر ہے کہ اس وقت دوسری جماعت پاس کر لینے کے بعد طالب علم اردو کے
اخبارات اور کتابیں وغیرہ آسانی کے ساتھ پڑھ لیا کرتے تھے۔

مولانا خورشید صاحب شاعری بھی کرتے تھے، اردو اور فارسی دونوں
زبانوں پر انھیں عبور حاصل تھا میں جب آٹھ سال کی عمر کو پہونچا تو دنیا میں خطرناک
گھٹنا گھٹ گئی۔ میں اپنے ہم عمر ساتھی لڑکوں کے ساتھ رات کو ساڑھے آٹھ بجے ایک
مندر کے قریب کھیل رہا تھا کہ مندر کے پجاری نے کہا کہ ''بچو گھر بھاگ جاؤ لڑائی
لگ گئی ہے'' یہ بات سن کر ہم بچے ڈر گئے اور گھروں کو چلے گئے، گھر پہنچ کر
والد صاحب (ماسٹر بشمبر ناتھ شرما) سے معلوم ہوا کہ ملک جرمنی نے پولینڈ پر بمباری
کر دی ہے اور ہٹلر نے قبضہ کر لیا ہے، اس طرح دوسری عالمی جنگ عظیم کا آغاز
ہوا۔ جنگ چلتی رہی ہم اخبارات میں اس کی ہولناک تباہی کی خبریں پڑھتے رہے،
اسی دوران ہم ہائی اسکول میں پہنچ گئے، یہ جنگ تقریباً ساڑھے چھ سال تک جاری
رہی، اسی دوران اگست ۱۹۴۵ء میں ایک گھٹنا اور گھٹی وہ یہ کہ جاپانی فوجیں کلکتہ تک

آ گئی تھیں جس نے ہر طرف قتل و غارت گری اور بلا تکار کا بازار گرم کر رکھا تھا، اور ہر طرف یہ چرچہ تھا کہ جاپان بہت جلد ہندوستان پر قبضہ کر لے گا، ایسے میں صرف سبھاش چندر بوس پر سارے ہندوستان کی نظریں لگی ہوئی تھیں جو آزاد ہند فوج کی کمان سنبھالے ہوئے ملک کا دفاع کر رہے تھے، جاپان کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر امریکہ فکرمند ہوا اور اس نے پہلی بار ایٹم بم کا استعمال کیا جس کے نتیجے میں ہیروشیما اور ناگاسا کی برباد ہو گئے اور جاپان نے ہتھیار ڈال دئے۔ دوسری طرف ہٹلر جو نازی فوجوں کی کمان سنبھالے ہوئے تھا اور ہندوستان کی جانب بڑھ رہا تھا آخری بار مصر میں دیکھا گیا وہ اتحادی فوجوں کا مقابلہ نہیں کر سکا اور اچانک غائب ہو گیا۔ تاریخ میں سبھاش چندر بوس اور ہٹلر دو ایسی شخصیتیں ہیں جن کے بارے میں آج تک کوئی بات بھی یقین کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی کہ ان کا کیا حشر ہوا۔

بہر حال اتحادی فوجوں کو فتح ہوئی ساری دنیا میں فتح کا جشن منایا گیا اسی سلسلے میں لاہور میں بھی فتح کا جشن منایا گیا۔ اسکولوں کی طرف سے بچوں نے بھی کلچر پروگرام پیش کیے اس پروگرام میں خاص طور پر شاعر مشرق علامہ اقبال کا قومی ترانہ پیش کیا گیا۔ جس کو میں نے بھی گایا تھا۔ جشن کے اس پروگرام میں مشاعرے بھی منعقد ہوئے جن میں اس وقت کے مشہور شعراء، نثار محمد اشک، تسکین رضا میر لائلپوری، نجمہ اسیر، رام لال چھاندا، مدھوک، گرجا شنکر وغیرہ نے اپنا کلام سنایا، مشاعرے سے، میرے ذوق شعری کو مزید تحریک ملی، میری شاعری کے محرکات میں

موسیقی کا بھی بڑا دخل رہا ہے، میرے پتا ماسٹر بشمبر ناتھ شرما مانے ہوئے کار تھے، وہ ہارمونیم ستار، دلربا اور پیانو بڑی مہارت کے ساتھ بجایا کرتے تھے ان کا ایک ڈراماہ کلب بھی تھا اس کے ذریعہ ڈرامے اسٹیج کیے جاتے تھے، جن میں میں اور میرا بھائی اومکار ناتھ شرما رام اور لکشمن کا کردار کیا کرتے تھے، اس وقت ڈراموں میں عام طور پر مکالمے شعروشاعری میں بولے جاتے تھے۔ اس سے اور بھی میری شاعری میں زور پیدا ہوا۔ میری بہن راج کماری بھی بہت بڑی فنکارہ تھیں۔ ان کے علاوہ ہمارے گھر میں مشہور گانے والیوں سریندر کور، پرکاش کور اور شری من موہن کرشن جو اپنے وقت کے مشہور فنکار تھے، ان کا آنا جانا تھا، ان کے ساتھ میں بھی گانے گایا کرتا تھا۔ من موہن کرشن کے ساتھ میں نے اسٹیج شو میں بھی حصہ لیا تھا بعد میں وہ فلمی دنیا میں چلے گئے۔ جہاں انھوں نے ہیرو کا رول ادا کیا۔ ان کی فلمیں اپنا دیش اور کالا چشمہ بہت مشہور ہوئیں۔ میری بہن راج کماری نے ایک بار ۱۹۴۴ء میں لاہور ریڈیو اسٹیشن سے گانے کا پروگرام دیا تھا، مگر میرے پتا شری نے پھر انھیں دوبارہ ریڈیو پر پروگرام دینے سے سختی سے منع کر دیا، جبکہ ان کی ساتھی گلوکارہ سریندر کور آج بھی مشہور گلوکاروں میں شمار کی جاتی ہیں۔ یادوں کے جھروکے کھل رہے ہیں اور مجھے بچپن کے انگنت واقعات یاد آرہے ہیں۔ یہ یادوں کا سلسلہ بھی عجیب ہوتا ہے، انھیں دنوں ایک اسٹیج شو ہو رہا تھا، اسکول کی لڑکیوں کا ڈانس تھا۔ اسٹیج پر مشہور اور مقبول فلم ایکٹر اشوک کمار بھی موجود تھے، اس موقع پر میں نے اپنے پتا شری ماسٹر بشمبر ناتھ شرما کے

کمپوز کیئے ہوئے گیت سندر روپ سہائے، کمریا ناگن سی بل کھائے ایکشن کے ساتھ گایا تھا اسی اسٹیج پر اشوک کمار اور شری من موہن کرشن نے بھی گانے گائے تھے۔

پروگرام بہت کامیاب رہا۔ انھیں دنوں لاہور سے ایک بڑا خوبصورت اردو رسالہ چتر اویکلی شائع ہوا تھا، اس میں نظمیں اور افسانے بھی چھپتے تھے چتر اویکلی میں کئی نامور شاعروں اور ادیبوں کی تخلیقات شائع ہوتی تھیں، اسی میں میں نے مشہور اور معروف ادیب کوثر چاند پوری کا ایک افسانہ ''پریم کی گھڑی'' پڑھا تھا یہ افسانہ اتنا اچھا تھا کہ اس کا تاثر آج تک میرے ذہن پر طاری ہے، اسی میں کرتار سنگھ ڈگل اور امرتا پریتم کی کہانیاں اور نظمیں بھی میں بڑے شوق سے پڑھتا تھا۔ گھر میں موسیقی کی محفلیں ہمیشہ ہی آراستہ رہتی تھیں، اور مجھے اس میں گہری دلچسپی تھی، مختلف قسم کے ساز بھی میں بجالیا کرتا تھا، مشہور زمانہ گلوکار سریندر کور اور میری بڑی بہن راج کماری بھی بہت اچھا گاتی تھیں، میں طبلے پر ان کی سنگت کرتا تھا۔ سریندر کور تو آگے چل کر کافی مشہور ہوئیں، میری بہن راج کماری کی ایک تھانیدار سے شادی ہوگئی تو ان کا شوق ماند پڑ گیا۔ ہمارے گھر کے پاس ہی شوری اسٹوڈیو قائم ہوگیا تھا جہاں فلموں کی شوٹنگ ہوتی تھی، ایک فلم ایکٹریس کلاوتی تھی وہ میرے گانے کے اسٹائل کو بہت پسند کرتی تھی۔ غرض یہی وہ چیزیں تھیں جنھوں نے میری شاعری کو پران چڑھایا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ نتیجہ تھا میری ابتدائی مکتبی اردو تعلیم کا اور لاہور کے ادبی، تہذیبی اور شعری ماحول کا، میں نے کئی نظمیں اور گیت لکھے جنھیں اسٹیج پر دوسرے کلاکاروں نے اپنی

آواز میں عوام کے سامنے پیش کر کے بھرپور داد حاصل کی۔ دوسری طرف سیاسی تحریکات بھی زور وشور سے جاری تھیں، آئے دن بڑے بڑے جلسے ہورہے تھے، سیاسی رہنما دھواں دھار تقریروں سے عوام کا خون گرم کر رہے تھے، مجھے یاد ہے ایک بڑے جلسے میں محمد علی جناح نے بڑی شعلہ بار تقریر کی تھی ان کا یہ فقرہ آج تک نہیں بھولا، ''خون کی ندیاں بہادیں گے'' پاکستان بنادیں گے'' اور پھر تاریخ نے دیکھا کہ پاکستان اور ہندوستان میں کس طرح انسانیت کا خون بہایا گیا، لاکھوں خاندان تباہ و برباد ہوکر دونوں طرف سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔

میں پولس کی ملازمت اختیار کر چکا تھا، امرتسر اور کانگڑہ ضلع میں میری پوسٹنگ ہوئی سبھی گھر کے لوگ لاہور سے مشرقی پنجاب آبسے۔ بھوپال کی ایسی راہ بنی کہ میرے بڑے بھائی ڈاکٹر اوم کارناتھ شرما وٹری ڈاکٹر بن کر بھوپال آگئے، جو رہٹی، اچھاور اور سیہور میں تعینات رہے اس طرح سیہور اور بھوپال میرا آنا جانا ہوگیا۔ میں ایک عرصے تک محکمہ سراغ رسانی میں سراغ رساں رہا اور کئی اشتہاری مجرموں کو گرفتار کر کے' متعدد تمغے' سرٹیفکیٹ اور انعامات حاصل کئے۔ اس دوران شاعری کا سلسلہ بھی جاری رہا لیکن ملازمتی مصروفیات کے سبب اپنے اس شوق کی تکمیل کی طرف سنجیدگی سے توجہ نہیں دے سکا۔ اس عرصے میں جو کچھ کہتا رہا وہ مختلف نوٹ بکس میں لکھتا رہا۔

میں حد درجہ شکر گزار ہوں محترم عشرت قادری صاحب کا جن کی رہنمائی اور

پرخلوص رویہ نے میری حوصلہ افزائی کی اور میں اب پوری سنجیدگی کے ساتھ شاعری کے معائب اور محاسن کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے اس عالمگیر اردو زبان کو اپنے محسوسات کے اظہار کا وسیلہ بنائے ہوئے ہوں۔

میری شاعری کا یہ اولین شعری مجموعہ ''کلیاں اور پھول'' جس کے چند اوراق ہماری قومی زبان ہندی میں بھی ہیں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

ڈاکٹر منموہن شرما طالبؔ

بھوپال

رکھ کے سورج جو سر پہ چلتے ہیں
پاؤں دھرتی پہ ان کے جلتے ہیں
منزلیں ملتی ہیں عمل ہی سے
بے عمل لوگ ہاتھ ملتے ہیں

طالب (وِجیلنس انسپکٹر)۔

طالب اپنی شریک حیات اور بیٹے نریش کے ساتھ
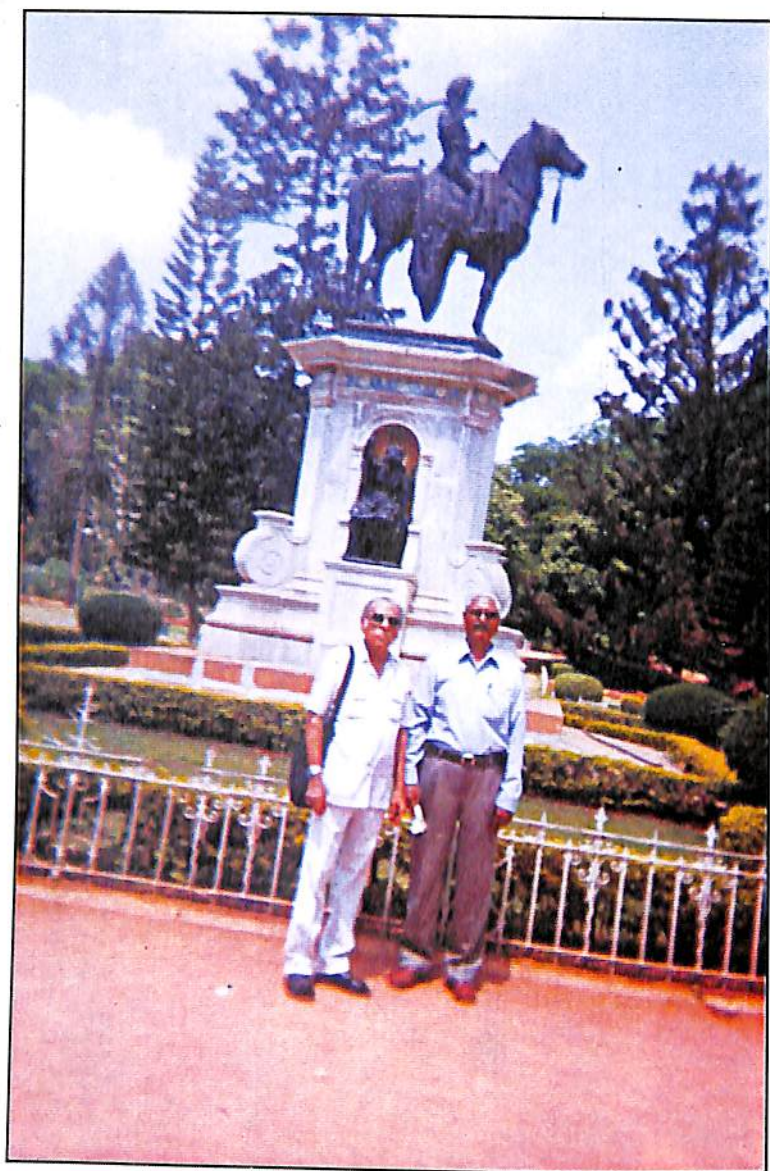
طالب اور عشرت قادری، لال باغ بنگلور میں

ڈاکٹر بشیر بدر اور طالب

طالب۔ کرناٹک اردو اکادمی بنگلور کے کل ہند مشاعرے میں غزل سرا

غزلیں

حمدیہ

کانکر پاتھر جوڑ کے مسجد لئی بنائے
تاچڑھ مُلّا بانگ دے کیا بہر ا ہوا خدائے
(کبیرداس)

☆☆

من میں جپ تو رام کو کیوں ڈھول مجیرا بجائے
ایشور تو انتر یامی ہے کیوں اُن کا سر کھائے

رام رحیم ایشور اللہ ہیں سبھی کے بھگوان
گیتا قرآن گرنتھ بائبل ایک ہی پتھ بتائے

کویتا پاٹھ ایسا کرو جو ہر من کو سہائے
تیکھی بانی بول کے کیوں دوسروں کا من دُکھائے

ودھان شاعری کو یتا کا کچھ تو قاعدہ ہوئے
قافیہ ملے نہ پنگل کیسا چھند کہلائے

اوزان شنکھ گھڑیال بجے کارا جو بولے سو نہال
یہ ایشور کی آواز ہے جو غفلت سے جگائے

طالب وہ جو دوسروں کو اُلٹی راہ دکھائے
ارج ہے مری بھگوان سے انھیں سیدھی راہ دکھائے

☆

دل سے تمہارا پیار بھُلایا نہ جائے گا

جو داغ دے گئے ہو مٹایا نہ جائے گا

دل میں رکھوں گا اپنے نشانی یہ پیار کی

یہ زخم چارہ گر کو دکھایا نہ جائے گا

رہنے دے قید ہی میں رہائی نہ دے مجھے

صیاد اب قفس سے تو جایا نہ جائے گا

سوگند ان آنسوؤں کی جو چھلکے ہیں آنکھ میں

مٹی میں ان کو ہم سے ملایا نہ جائے گا

صحراؤں کو بناؤں گا اک روز میں چمن

گل چیں سے تو یہ باغ سجایا نہ جائے گا

دامن جھٹک کے ہاتھ سے جاتا ہے دور کیوں

تجھ بن غموں کا بوجھ اٹھایا نہ جائے گا

طالبؔ میں روشنی کا پجاری ہوں مجھ سے تو

جلتا ہوا چراغ بجھایا نہ جائے گا

☆

اے زندگی ہمیں بھی کبھی مسکرا کے دیکھ
ہم کس قدر نہال ہیں نزدیک آ کے دیکھ

آتش فشاں سے کم نہیں موسم بہار کا
راکھ ہو نہ جائیں جل کے ہوائیں چلا کے دیکھ

دل کو تھی آرزو کبھی پھولوں کی سیج کی
پتھر بچھے ہیں راہ میں نظریں اٹھا کے دیکھ

ناری انوٹھے پیار کا اپھار ہے تو سن
درپن میں اس کی موہنی صورت سجا کے دیکھ

تصویر تیری دل میں بسی ہے یقین کر
آنکھوں پہ جو پڑا ہے وہ پردہ اٹھا کے دیکھ

دیواریں رو پڑیں گی فضا ہوگی سوگوار
تنہائیوں کو اپنی کہانی سنا کے دیکھ

طالبؔ تو دور دور ہے کیوں درد سے نڈھال
پانا ہے اس کا پیار تو نزدیک جا کے دیکھ

☆

یہ کتنا خوبصورت آسماں ہے

نظر میں میری رنگوں کا جہاں ہے

مرے آنگن میں بچے کھیلتے ہیں

حسیں جنت سے بھی میرا مکاں ہے

سزا سے بچ نہیں پائے گا قاتل

مرے حق میں گواہوں کا بیاں ہے

وہ جاتے جاتے مُڑ کے دیکھتے ہیں

اُنھیں نیت پہ بھی میری گماں ہے

یہ کیسی ہے اُداسی شہر بھر میں

ہر اک انساں کے چہرے پر دھواں ہے

نظر آتا نہیں ہے دوست کوئی

جدھر دیکھو ہجومِ دُشمناں ہے

لگی ہے آگ پھولوں کے بدن میں

یہ دوزخ ہے کہ طالبؔ گُلستاں ہے

☆

ابھی سورج ترے سر پر نہیں ہے
جتن کوئی بھی بار آور نہیں ہے
ستارے لاکھ اپنی چال بدلیں
مجھے گردش سے ان کی ڈر نہیں ہے
سکھائے جو محبت کا سلیقہ
اب ایسا کوئی بھی دلبر نہیں ہے
وہ آنکھیں ہیں چھلکتے مئے کے ساغر
کوئی رندوں میں دیدہ ور نہیں ہے
ازل سے عشق کا جذبہ ہے پنہاں
مگر دل میں کسی کے گھر نہیں ہے
چراغاں کرتے ہیں چاند اور ستارے
اُجالا پھر بھی میرے گھر نہیں ہے
کسی کا بھی دُکھایا دل نہ طالبؔ
کوئی الزام میرے سر نہیں ہے

☆

تم سے ہم اور چاہتے کیا ہیں
کبھی پوچھو تو کیسے زندہ ہیں
ناؤ تم اپنی کھیتے جاؤ یوں ہی
پیار کا ہم تو بہتا دریا ہیں
جان دیتے ہیں اس جہاں پہ وہی
پیار کی جو وسیع دُنیا ہیں
مٹی سے ہی بسا ہے یہ سنسار
اسی مٹی پہ ہم بھی شیدا ہیں
ساغرِ مئے ہو اور ساتھ ہو تُم
اور اِس دل کی خواہشیں کیا ہیں
جنگلوں جنگلوں بھٹکتے ہیں
ایک بے آشیاں پرندہ ہیں
گیت کیا اور کیا غزل طالبؔ
اُس کے ہونٹوں کے بول نغمہ ہیں

☆

افسوس ہو رہا ہے تمہارے سُبھاؤ پر
ہر دم نمک چھڑکتے رہے تازہ گھاؤ پر

طوفاں میں ڈوب جائے کہ اُس پار جا لگے
کشتی تو چھوڑ دی ہے ندی کے بہاؤ پر

کیا چیز ہے یہ پیار مجھے تو پتا نہیں
میں نے تو اپنی ہستی لگا دی ہے داؤ پر

خاموش رات سردی کا موسم ہے گاؤں میں
دہقان ہاتھ تاپ رہے ہیں الاؤ پر

مذہب کے نام پر یہاں نفرت کا ہے چلن
یارو کلیجہ کٹتا ہے اس بھید بھاؤ پر

وہ کارواں جو رستے میں ہم سے بچھڑ گیا
شاید کہ پھر سے آ ملے اگلے پڑاؤ پر

ڈوبیں کہ پار اُتریں اُسے اختیار ہے
طالبؔ سوار ہم بھی ہیں جیون کی ناؤ پر

☆

لو جھوم کے پھر آگیا برسات کا موسم
دل سب ہی کا برما گیا برسات کا موسم

وہ بجلی چمکنے لگی، وہ چھا گئے بادل
نشے کی طرح چھا گیا برسات کا موسم

آنگن میں برستی ہوئی رم جھم کی یہ پھواریں
سنگیت میں نہلا گیا برسات کا موسم

پڑتی ہیں جو پھواریں تو چھنک اٹھتی ہے پایل
تنہائی کو بہلا گیا برسات کا موسم

بھیگی ہوئی چنری سے ٹپکنے لگا پانی
گوری کا دل اترا گیا برسات کا موسم

کھیتوں میں لہکنے لگی ہریالی کی خوشبو
خود مستی میں لہرا گیا برسات کا موسم

طالبؔ مری آنکھوں میں ہیں ساون کے نظارے
دل کو مرے تڑپا گیا برسات کا موسم

☆

پہلی سی تم کو ہم سے محبت، نہیں رہی
وہ پیار کی نظر وہ عنایت، نہیں رہی

پاس آئے تم تو فاصلے کچھ اور بڑھ گئے
وہ دوستی وہ لطف وہ صحبت، نہیں رہی

وہ دن بھی تھا کہ عشرتیں حاصل تھیں عشق میں
یہ دن بھی ہیں کہ کوئی مسرت، نہیں رہی

اک حلقہ آس پاس مرے دوستوں کا تھا
ملنے کی اب کسی کو بھی فرصت، نہیں رہی

اک مشغلہ تھا آگ سے جب کھیلتے تھے ہم
اب چاند اور ستاروں کی حسرت، نہیں رہی

جو دیکھتے تھے راہ مری اٹھ گئے وہ لوگ
اب ان کو یاد کرنے کی طاقت، نہیں رہی

جو دن گزر گئے وہ نہ آئیں گے لوٹ کر
طالبؔ کسی کی آنکھوں میں صورت، نہیں رہی

☆

میں جو کچھ بھی کہوں گا سچ کہوں گا

مروں گا بھی تو عزت سے مروں گا

مجھے تو بے وفا سمجھے تو سمجھے

ہمیشہ میں ترے دل میں رہوں گا

محبت پاک ہے میری یقیں کر

ترے ہی پیار میں جیون جیُوں گا

رنگی ہے خون میں مٹی وطن کی

یہ مٹی اوڑھ کر ہی سو رہوں گا

یہ مٹی جان سے پیاری ہے مجھ کو

اِسی مٹی سے ہر یگ میں ملوں گا

چُبھوئے گا جو نشتر دوست میرا

سمجھ کر پھول اسے دل میں رکھوں گا

غریبی اور امیری کیا ہے طالبؔ

میں یہ سب کچھ مٹا کر ہی رہوں گا

☆

شہر کی ریت نہ سمجھوگے تو پچھتاؤ گے
روٹھ کر گھر سے گئے بھی تو کہاں جاؤ گے

دل میں پیدا کرو حب الوطنی کا جذبہ
ورنہ دنیا میں کہیں منہ نہ دکھا پاؤ گے

رہنماؤں نے بنائے ہیں کچھ ایسے قانون
مرتے مرتے کبھی انصاف نہیں پاؤ گے

یہ زمیں اپنی کسی فرد کی جاگیر نہیں
سب کی میراث ہے کب تک اسے جُھٹلاؤ گے

کیوں ہیں ہم لوگ یہ بکھرے ہوئے تنکوں کی طرح
ہوش میں اب بھی نہ آؤ گے تو مٹ جاؤ گے

ایک دن آکے یہ جھک جائے گا خود قدموں پر
طالبؔ اِس دور کو تم جتنا بھی ٹھکراؤ گے

☆

شام کو جس وقت خالی ہاتھ گھر جاتا ہوں میں
دیکھ کر بچوں کے چہرے غم سے مر جاتا ہوں میں

ایک نازوں کی پلی معصوم سی لختِ جگر
دیکھے ہے ہرنی کی آنکھوں سے تو مر جاتا ہوں میں

بکنے کو بولی لگاؤں اور جب گاہک نہ ہو
ایسے عالم میں بہت مایوس گھر جاتا ہوں میں

کوئی شکوہ ہے خدا سے اور نہ قسمت سے گلہ
یہ الگ ہے یاسیت میں غم سے بھر جاتا ہوں میں

پھول بکھرے ہوں کہ کانٹوں کا ہو جنگل درمیاں
راہ میں کچھ دور چلتا ہوں ٹھہر جاتا ہوں میں

سوچتا ہوں چل دوں خالی ہاتھ دنیا چھوڑ کر
لیکن اک مسکان کی خاطر ہی گھر جاتا ہوں میں

ایک مدت سے یہی معمول ہے طالبؔ مرا
صبح جی اٹھتا ہوں اور ہر شام مر جاتا ہوں میں

☆

تبسّم آنسوؤں میں ڈھل گیا ہے
خوشی کا غم سے کتنا فاصلہ ہے

دو آنسو غیر کے دُکھ پر بہت ہیں
مدد انسان کی نذرِ خدا ہے

کریں تعمیر کچھ ایسے وطن کی
جو دیکھے وہ کہے یہ آئینہ ہے

ملے پیاسوں کو پانی گاؤں گاؤں
نہ ہو محسوس یہ سوکھا پڑا ہے

مٹا کر رکھ دیں سارے بھید بھاؤ
اسی میں آدمیت کا بھلا ہے

بٹھائیں پلکوں پر گرتے ہوؤں کو
نہ سوچیں کوئی چھوٹا یا بڑا ہے

سنائی دیگی دھڑکن دل کی طالبؔ
غزل میں جو بھی کچھ میں نے کہا ہے

☆

میری مٹّی مجھے بلاتی ہے
سارے یگ کی کتھا سناتی ہے
جیسے انگلی پکڑ کے بالک کی
دوسرے دھام لیکے جاتی ہے
کھیل کیا ہو رہے ہیں دنیا میں
روز قصّے نئے سناتی ہے
بہتے جھرنوں سے پانی پی پی کر
دشت کو گلستاں بناتی ہے
مٹّی ہی دیتی ہے اناج ہمیں
فصل کھیتوں میں لہلہاتی ہے
چار سو پھیل جاتی ہے خوشبو
پھولوں میں رنگ جب دکھاتی ہے
دُکھ بھرے اس جہان میں طالبؔ
پیار کے گیت بھی سناتی ہے

☆

برسات آئی کھُل گئی بوتل شراب کی
آجائے رنگ، دیکھیں جھلک جو شباب کی

زُلفوں کی ایک لٹ ترے ماتھے سے آنکھ تک
یہ مرمریں بدن کہ کلی ہو گلاب کی

حیرت نہ کیوں ہو طاری ترا حسن دیکھ کر
میری نظر میں تو ہے کِرن ماہتاب کی

آؤ نہ آؤ سامنے اب اختیار ہے
آنکھوں میں میری بس گئی صورت جناب کی

گزرا ہوا زمانہ پلٹ کے نہ آئے گا
ہم تم کبھی ملے تھے یہ باتیں ہیں خواب کی

آنکھوں میں اک سرور تھا دونوں تھے لب بہ لب
ہونٹوں سے میں نے کھینچ لی مستی شراب کی

طالبؔ بس ایک میں ہی، نہیں ہوں تباہ حال
اِس عشق نے ہزاروں کی دُنیا خراب کی

☆

حالات نے عجیب تماشے دکھائے ہیں
ہنسنے کی آرزو میں بھی آنسو بہائے ہیں
یارب مجھے سکون دے یا زیست چھین لے
جس سمت دیکھتا ہوں اُدھر غم کے سائے ہیں
سو بار آزمایا ہے تو نے بھی آسماں
دنیا کے رنج سہہ کے بھی ہم مسکرائے ہیں
ایک اور تجربا سہی تم سے بھی دوستی
اب تک تو جتنے لوگ ملے وہ پرائے ہیں
پہلے پہل کسی سے مُلاقات یاد ہے
اب تک مری نظر میں وہ منظر سمائے ہیں
فرصت ملے تو آکبھی سُن دل کی داستاں
کیا کیا نہ تیرے ہجر میں صدمے اٹھائے ہیں
طالبؔ غزل میں لکھتے ہیں اب اور مسئلے
اک دور تھا کہ ہم نے بھی نغمے سنائے ہیں

☆

آسماں پہ چلتا ہے قافلہ ستاروں کا
اور زمیں پہ مجمع ہے زندگی کے ماروں کا

کون کس سے ملتا ہے آج کے زمانے میں
اک ہجوم رہتا تھا انجمن میں یاروں کا

پیار اور مُحبت کا نام ہو گیا بدنام
اب بھرم، نہیں باقی ہم وفا شعاروں کا

ہر طرف خموشی ہے بستی ہو گئی سنسان
سلسلہ سا لگتا ہے شہر میں مزاروں کا

بیت جائے گا اک دن یہ خزاں کا موسم بھی
انتظار کرتا ہوں روز میں بہاروں کا

کشتیاں ہیں دریا میں دیکھئے تو ساحل سے
لُطف ہی نرالا ہے اِن حسیں نظاروں کا

بھولتے نہیں طالبؔ دن جو ہم گزار آئے
اک سماں ہے آنکھوں میں حُسن کے نظاروں کا

☆

ہوائیں نفرتوں کی چل رہی ہیں
محبت کی فضائیں جل رہی ہیں

خموشی شہر میں طاری ہے ہر سو
تجھے تنہائیاں اب کھل رہی ہیں

حسینوں میں نہیں چاہت کا جذبہ
جوانی کی کتھائیں جل رہی ہیں

ہنسی دیکھی نہیں ہونٹوں پہ اس کے
غموں میں ساری خوشیاں ڈھل رہی ہیں

وہی پرچھائیاں ہیں سامنے اب
کبھی آنکھوں سے جو اوجھل رہی ہیں

مزا پُروائیوں میں آ رہا ہے
ہوائیں جیسے پنکھا جھل رہی ہیں

دلوں کی دوریاں بھی اب تو طالبؔ
مرے وشواس کو بھی چھل رہی ہیں

☆

دل کے جذبات کو اِس طرح ہوا دیتا ہے

میں جلاتا ہوں دیا اور وہ بجھا دیتا ہے

ساری دنیا سے نرالا ہے مسیحا میرا

زہر دیتا ہے نہ تو مجُھ کو دوا دیتا ہے

تنگ ہو اپنا ہی دامن تو شکایت کیسی

دینے والا تو مقدر سے سوا دیتا ہے

ایک ایسا بھی ترا چاہنے والا ہے یہاں

تیرا نام آتے ہی سر اپنا جھکا دیتا ہے

میری باتوں پہ یقیں آتا نہیں دُنیا کو

عشق انسان کو آئینہ بنا دیتا ہے

سارا جگ سوتا ہے جب جاگتا رہتا ہوں میں

چھُپ کے پردے میں کوئی مجھ کو صدا دیتا ہے

برق سے ٹوٹتا ہے جو بھی شرارہ طالبؔ

ایک اک تنکا نشیمن کا جلا دیتا ہے

☆

آج آنکھوں سے ہر اک پردہ اٹھایا جائے
نیند کے ماتوں کو غفلت سے جگایا جائے

رہنما دیش کا خود کو جو سمجھتے ہیں اُنھیں
وقت یہ کہتا ہے آئینہ دکھایا جائے

دلہنوں کو جو جلا دیتے ہیں زر کی خاطر
اب چتا میں اُنھیں بھی زندہ جلایا جائے

خون مزدور جو پیتے ہیں شرابوں کی طرح
پیلا چہرہ اُنھیں آج ان کا دکھایا جائے

گونگے بہروں کی یہ بستی ہے سبھی بے حس ہیں
اپنا دکھ درد یہاں کس کو سُنایا جائے

کشتیٔ عمر کنارے کے قریب آ پہنچی
اور اب وقت نہ بیکار گنوایا جائے

اور کچھ کر نہیں سکتے تو دُعائیں مانگیں
طالبؔ انسان کو حیواں سے بچایا جائے

☆

سامنے آئے کبھی منہ کو چھپانے والا
میں اکیلا نہیں آئینہ دکھانے والا

کیسا ہے تیرا چلن چلتا ہے یہ کس کی ڈگر
تجھ کو مل جائے کوئی راہ سجھانے والا

اپنا پن چھوڑ کے رکھتا ہے جو اوروں پہ نظر
اپنے گھر کو ہے وہی آگ لگانے والا

اپنے پر ہی رہو نربھر مرا کہنا مانو
کوئی بھی ساتھ نہیں دے گا زمانے والا

جھرّیاں صاف نظر آتی ہیں آئینے میں
چھوڑ دے اب یہ چلن عمر گنوانے والا

چھیڑ ساقی سے نہ کر جیسا بھی ہے مئے خانہ
پھر نہ آئے گا کوئی بزم سجانے والا

آئینہ دل کا اگر صاف رکھو گے طالبؔ
پھر نہیں ہوگا کوئی عیب لگانے والا

☆

دُکھوں میں جب بھی جہاں میں کسی کے کام آئے
ہمیں جواب میں ہر دم لہو کے جام آئے

ہم ان کو ہار گئے ہیں سلام لکھ لکھ کر
سلام آیا اُدھر سے نہ ہی پیام آئے

حسین دن بھی اُنھیں کے ہیں اور راتیں بھی
کبھی تو میری بھی قسمت میں کوئی شام آئے

نہ جانے ختم ہوں کب انتظار کی گھڑیاں
کبھی تو اس کا محبت بھرا سلام آئے

سبھوں کو بانٹتا ہے نامہ بر کسی کے خطوط
میں چاہتا ہوں ترا خط بھی میرے نام آئے

نگاہ ڈھونڈھتی ہے بدلیوں میں وہ چہرہ
اداس اداس افق پر مہ تمام آئے

محبتوں کا طلبگار میں بھی ہوں طالبؔ
حسین ہونٹوں پہ اُس کے مرا بھی نام آئے

☆

ساحل پہ بیٹھا ہوں کبھی تو لہر آئے گی
کوئی تو موج میری غزل گنگنائے گی

وہ بات بھی کرے تو لگے پڑھ رہی ہے شعر
اور چپ رہے تو ساری فضا گنگنائے گی

اِتنی حسیں ہے وہ کسی شاعر کی ہو غزل
آئے گی جب بھی سامنے دل کو لُبھائے گی

کس سمت بہہ رہی ہے ندی تیرے عشق کی
بیٹھا ہوں منتظر کبھی مجھ تک بھی آئے گی

یہ زیست کا سفر بھی ہے کیا عشرتوں بھرا
منزل یہ عشرتوں کی مجھے مل بھی پائے گی

طالبؔ اندھیری رات کو ہے جس کا انتظار
چھٹ جائے گی یہ دُھند تو وہ صبح آئے گی

☆

نفرتوں کی چتا جلانا ہے

دوست دشمن کو بھی بنانا ہے

پی لیا زہر غم بہت ہم نے!

امرت اب زہر کو بنانا ہے

کائروں سے نہ واسطہ رکھو

ہم کو دنیا نئی بسانا ہے

آسماں بجلیاں گرائے تو کیا

دھرتی کو گلستاں بنانا ہے

چاہتیں ہیں اگر بہاروں کی

پریت پت جھڑ سے بھی نبھانا ہے

کانٹوں کو بھی گلے لگائے رکھو

پھولوں سے باغ اگر سجانا ہے

سب سے طالبؔ ملو محبت سے

گر محبت، خدا کی پانا ہے

ہر روز گزر گاہ پہ جو لوگ ملے ہیں
بات ان کی پرانی ہے مگر چہرے نئے ہیں

انسان نے طور اپنا بدل ڈالا ہے لیکن
ہم لوگ زمانے کو بدلنے میں لگے ہیں

آواز نہیں آتی ہے ہنسنے کی گھروں سے
ہر شخص کی آنکھوں میں یہ کیوں آنسو بھرے ہیں

کیوں آج یہ موسم کی فضا میں ہے اداسی
خوشبو کے ہیں جھونکے نہ کہیں پھُول کھلے ہیں

کیا ہو گیا اس دور میں نا یاب ہے انساں
ہم دیر سے بازار میں خاموش کھڑے ہیں

ان گرم ہواؤں میں تمازت ہے بلا کی
ہر شاخ پہ پھولوں کے بدن جھلسے ہوئے ہیں

جس سمت بھی جاتا ہوں تو خوف آتا ہے دل میں
سنسان ہیں گلیاں کئی گھر اجڑ پڑے ہیں

☆

جیون میں میری ماں کی دُعا میرے ساتھ ہے
بعد اس کے ایشور کی دیا میرے ساتھ ہے

تابندہ اک کرن کے لئے جاگتا ہوں میں
سر پر غموں کی کالی گھٹا میرے ساتھ ہے

سورج بھی ہمسفر ہے مرا اندھکار میں
یادوں کی ٹھنڈی تازہ ہوا میرے ساتھ ہے

بچپن تو ماں کی گود میں گزرا ہنسی خوشی
اور اب نئی رُتوں کا مزا میرے ساتھ ہے

میں زندگی سمجھتا تھا جن کو وہ کھو گئے
سانسوں میں اُن کی خوشبو سدا میرے ساتھ ہے

اب تک ہے یاد مجھ کو جوانی کا وہ نشہ
بیتے وہ دن، سُہانی فضا میرے ساتھ ہے

لیتا ہے جھوٹ کا جو سہارا وہ خوار ہے
طالبؔ میں حق پہ ہوں تو خُدا میرے ساتھ ہے

☆

کیسے نبھائیں غم سے دشواریاں بہت ہیں

قصوں کہانیوں میں دل داریاں بہت ہیں

پت جھڑ کے موسموں میں رہتی ہے اک اداسی

یوں تو نظر سے دل پر گل کاریاں بہت ہیں

ہر شخص کے لبوں پر ہے پیار کی کہانی

اس دور میں دلوں کی بیماریاں بہت ہیں

گھر سے نکل کے باہر جائیں بھی کس سے ملنے

اپنے ہی دوستوں سے بیزاریاں بہت ہیں

رشتوں میں ہے دکھاوا کوئی، نہیں کسی کا

ہمدردیاں، نہیں ہیں غم خواریاں بہت ہیں

اک عمر تجربوں میں گزری ہے اپنی اب تک

فطرت میں آدمی کی عیاریاں بہت ہیں

سچ بات پر بھی طالبؔ ہوتا نہیں بھروسہ

سچ کہنے والوں میں بھی مکاریاں بہت ہیں

☆

میری پوجا کا کچھ صلہ دینا
اک جھلک روپ کی دکھا دینا

لاکھ ٹھکرائے یہ زمانہ مجھے
تم نظر سے نہیں گرا دینا

کر دیا تیرے پیار نے پاگل
اپنے دل سے نہ تو بھلا دینا

جب سُنو میری بانسری کی دُھن
پیار کی راگنی سنا دینا

پہلے میری کہانی تو سُن لو
پھر جو چاہے مجھے سزا دینا

میرے قدموں کی آہٹیں سن کر
دیپ چوبارے میں جلا دینا

رس بھرے اِن گلابی ہونٹوں سے
پیاس طالبؔ کی بھی بجُھا دینا

☆

تمہیں اپنے دل سے جدا کر نہ پائے

یہ بات اور ہے تم وفا کر نہ پائے

مسیحائی کا ان کو دعویٰ ہے لیکن

مرے دردِ دل کی دوا کر نہ پائے

زمانہ دل آزاریوں پر تھا مائل

کسی کے لئے بددعا کر نہ پائے

ہزاروں صنم ہم نے دیکھے ہیں لوگو

یہ بت خود کو اب تک خدا کر نہ پائے

اُنھیں چھُو کے دیکھا، نہیں بھول کر بھی

محبت میں کوئی خطا کر نہ پائے

اُٹھے ہاتھ جب بھی دُعا اس سے مانگی

خُدا کے سوا التجا کر نہ پائے

جنھیں دشمنوں سے تعلق تھا طالبؔ

کبھی دوستوں کا بھلا کر نہ پائے

☆

سچائی کے ہونٹوں پہ فرشتوں کی دعا ہے
سچائی کا ہی نام زمانے میں خدا ہے

وہ نیک ہے جس بندے پہ رحمت ہے خدا کی
قرآن میں گیتا میں یہی ہم نے پڑھا ہے

گردش میں ہے رفتار ستاروں کی تو کیا غم
ہو کر ہی رہے گا وہ جو قسمت میں لکھا ہے

احساس نہیں ہوتا ہے ویرانی کا مجھ کو
پت جھڑ میں بھی گلشن مرا پھولوں سے لدا ہے

غربت کو حقارت کی نگاہوں سے نہ دیکھو
ہر شخص نہ اچھا ہے نہ دُنیا میں بُرا ہے

میں چاہتا ہوں ٹوٹ کے دل سے جسے طالبؔ
وہ اپنی نفاست میں زمانے سے جُدا ہے

☆

خود سے غم اختیار کسی نے نہیں کیا
پتھر دلوں سے پیار کسی نے نہیں کیا

وہ خود ہی دھنس کے رہ گیا دلدل میں شہر کی
اس کو تو سنگسار کسی نے نہیں کیا

سائے کی طرح ساتھ رہے ہو قدم قدم
تم جیسا مجھ کو پیار کسی نے نہیں کیا

اک بار آزما لیا احباب نے جسے
پھر اس کا اعتبار کسی نے نہیں کیا

ہر آدمی کی آنکھیں رہیں آسمان پر
اپنی زمیں سے پیار کسی نے نہیں کیا

جس طرح میں نے راتیں گذاری ہیں جاگ کر
اس طرح انتظار کسی نے نہیں کیا

طالبؔ وہ خود غرض ہے کبھی سوچنا نہیں
اپنوں میں کیوں شمار کسی نے نہیں کیا

☆

دھرتی پر آسمان باقی ہے
جگ کا وہ پاسبان باقی ہے
مر مٹا جو وطن کی چاہت میں
اس کا بس خاندان باقی ہے
بجلی جس گھونسلے پہ ٹوٹی تھی
اس پکھیرو میں جان باقی ہے
مر گیا ہے ضمیر انساں کا
ظاہری آن بان باقی ہے
ٹوٹی پتوار، اداس ہے ملاح
کشتی کا بادبان باقی ہے
آ رہی ہے گلوریوں کی مہک
وادی کا پاندان باقی ہے
غم سے گھبراؤں کس لئے طالب
سر پہ جب آسمان باقی ہے

☆

ہم جہاں تم سے ملا کرتے تھے
دیکھ کر پھول ہنسا کرتے تھے
بیٹھ کر باغ کے اک گوشے میں
خوب افسانے لکھا کرتے تھے
یاد آتے ہیں وہ بیتے ہوئے دن
چھُپ کے جب آہیں بھرا کرتے تھے
اب کہاں ہیں وہ بہاروں کے مزے
ہار پھولوں کے بِکا کرتے تھے
ولولے پیار کے دل میں تھے جواں
عشق پر ناز کیا کرتے تھے
سر پہ ماں باپ کا سایا بھی نہیں
جو مرے حق میں دُعا کرتے تھے
بھولتے ہی نہیں وہ دن طالبؔ
قدموں پر سجدے ادا کرتے تھے

☆

رنگ کیا کیا دکھائے دنیا کے

غم میں آنسو بہائے دنیا کے

پھیلا ہے چاروں اور نیل گگن

لاکھوں منظر دکھائے دنیا کے

مر کے دو گز زمیں بھی مل نہ سکی

عمر بھر ناز اٹھائے دنیا کے

آدمی بے لباس پیدا ہوا

وستر اس نے بنائے دنیا کے

جذبۂ عشق تھا جنم کی اساس

سپنے من میں بسائے دنیا کے

پیار، ممتا، سبھاؤ، ریت رواج

گھر اجاڑے، بنائے دنیا کے

زندگی میں ہیں غم بھی خوشیاں بھی

ہم ہیں طالبؔ ستائے دنیا کے

☆

مُنھ چھپانے والے نیت تیری پا سکتا ہوں میں
پاس آ تیرے ارادے بھی بتا سکتا ہوں میں

یاد کر بیتے ہوئے دن ساتھ دینے کی قسم
بھولنے والے ترا ہر غم اٹھا سکتا ہوں میں

کیسے کیسے غم اٹھائے عمر بھر صدمے سہے
دل سے آخر کس طرح تجھ کو بھُلا سکتا ہوں میں

مجھ کو حیرت ہے یقیں آتا نہیں ہے کیوں تجھے
تو کہے تو پیار کی سوگند کھا سکتا ہوں میں

گرجیں بادل آسماں پر چاہے آئیں آندھیاں
بجلیوں کو چیر کر رستا بنا سکتا ہوں میں

بے وفائی کرنا طالب پیار کی توہین ہے
تو اگر مجھُ سے خفا ہے تو منا سکتا ہوں میں

بے مروت آسماں سے شکوہ کیا طالبؔ مجھے
مل کے مٹی میں بھی اُس کا پیار پا سکتا ہوں میں

☆

وہ دیکھتا ہے تو اک نیشتر سا لگتا ہے

کرے ہے بات تو دل پر اثر سا لگتا ہے

سوال یہ ہے محبت کا فلسفہ کیا ہے

جواب تیرا بہت مختصر سا لگتا ہے

کہے تو پوچھ لوں تجھ سے ترے دلی جذبات

تجھے بُرا نہ لگے یہ بھی ڈر سا لگتا ہے

میں سوچتا ہوں کہ کیا رشتہ ہے مرا اس کا

وہ دور رہ کے بھی نزدیک تر سا لگتا ہے

وہ بال کھولے ہوئے دھوپ میں جب آجائے

اکیلا دشت میں کوئی شجر سا لگتا ہے

جو ایک جھونپڑی جنگل میں آرہی ہے نظر

کسی کا گھر ہو مجھے اپنا گھر سا لگتا ہے

عجیب لوگ ہیں سب کہتے ہیں بُرا طالب

وہ آدمی تو مجھے مُعتبر سا لگتا ہے

☆

آسماں پر چمکتے ہیں شمس و قمر
تیرے چہرے سے ہٹتی نہیں ہے نظر

میرے جذب محبت کا ہے یہ اثر
ہو کے بے تاب وہ آگئے بام پر

بادلوں سے برستے ہیں کیسے شرر
ہم نے ساونِ میں دیکھے ہیں جلتے شجر

کس کو اپنایئے اور کسے چھوڑیئے
خواہشیں ہیں بہت زندگی مختصر

پڑھتے رہتے ہیں اب تو کتابوں میں ہم
حسن ہے محترم عشق ہے معتبر

میری ماں کی دعائیں مرے ساتھ ہیں
ہر سفر میں ہے بس یہ ہی زاد سفر

اس کی یادوں سے طالب اجالا سا ہے
چاند سے بڑھ کے روشن ہے داغِ جگر

☆

میں نے اکثر تری آنکھوں میں اتر کر دیکھا
پیار کا اُڈا ہوا ان میں سمندر دیکھا

راہبر تھا مری منزل کا ہمیشہ سے تو ہی
کیا غضب آج ترے ہاتھ میں پتھر دیکھا

پیار تجھ سے کیا سینے سے لگایا میں نے
عادتوں میں تجھے دشمن سے بھی بدتر دیکھا

میری آنکھوں کو نہیں بھاتا یہ منظر یارب
جس طرف دیکھا زمینوں کو ہی بنجر دیکھا

جس طرف بھی گئے تقدیر کے مارے ہوئے لوگ
شہر در شہر المناک سا منظر دیکھا

بڑھ گیا آگے کی جانب میں لگا کر ٹھوکر
اپنے رستے میں پڑا جب کوئی پتھر دیکھا

کیا خدا داد محبت ہوئی حاصل مجھ کو
طالبؔ اس نے مری آنکھوں میں سنور کر دیکھا

☆

دکھ بہت ہم کو دوستی سے ملے
پھر بھی سب سے ہنسی خوشی سے ملے

دشمنی اپنی جاں سے کیا کرتے
غم بھی ہنس ہنس کے زندگی سے ملے

گاؤں میں جن سے تھی کبھی پہچان
وہ ملے بھی تو اجنبی سے ملے

ہم بٹھاتے تھے جن کو پلکوں پر
آج وہ کتنی بے رُخی سے ملے

دیکھ کر دل دہل گیا میرا
دوست جتنے تھے سرکشی سے ملے

سب مری طرح سوچتے ہونگے
آدمی ہو تو آدمی سے ملے

زہر جو پیتے رہتے ہیں طالبؔ
کچھ سبق ان کو میکشی سے ملے

☆

دل میں ہم پیار بسائیں کیسے
دوست دشمن کو بنائیں کیسے

ہاتھ میں جام لئے بیٹھے ہیں
خشک موسم میں پلائیں کیسے

اتنی پی لی ہے کہ بے خود ہوئے ہم
آنکھ ساقی سے مِلائیں کیسے

دل تو کرتا ہے یہیں مر جائیں
اُٹھ کے میخانے سے جائیں کیسے

غم میں کیا بیت گئی یاد نہیں
حال دل تمکو سنائیں کیسے

ہم کو آتی ہی نہیں رسم کوئی
آپ روٹھیں تو منائیں کیسے

جو ہمیں بھول گیا ہے طالبؔ
اس کو ہم دل سے بُھلائیں کیسے

☆

میری اِن آنکھوں نے کیا کیا نہ نظارے دیکھے
رنگ قُدرت کے زمانے میں نیارے دیکھے

رات کو کاہکشاں، چاند ستارے دیکھے
دن میں تپتے ہوئے افلاس کے مارے دیکھے

جن کے ہاتھوں سے ہوئی تاج محل کی تعمیر
ہم نے معمار وہ سڑکوں کے کنارے دیکھے

چیخ اُٹھی روح مری درد نے بے چین کیا
لوگ بازار میں جب ہاتھ پسارے دیکھے

وقت بدلا تو کسی کا نہ ہوا پھر کوئی
دربدر پھرتے ہوئے راج دُلارے دیکھے

کیوں دُکھی رہتا ہے تو اتنا بتا دے طالبؔ
تیری آنکھوں میں سدا اشکوں کے دھارے دیکھے

☆

تم میری نگاہوں سے کبھی دور نہ جانا

وعدہ جو محبت کا کیا ہے وہ نبھانا

تنہائی کے اس گھور اندھیرے کی سزا کیوں

اس دل میں کبھی پیار کا بھی دیپ جلانا

دل سے جیو جتنا بھی نصیبوں میں ہے جیون

کیا یاد میں بیتے دنوں کی آنسو بہانا

جو سوچتے رہتے ہو کبھی اس سے بھی کہہ دو

اچھا، نہیں ہے دل میں کوئی بات چھپانا

یاد آتی ہیں پھر شوخیاں، برمانے لگیں دل

ایسے میں چلے آؤ کہ موسم ہے سہانا

ہونٹوں پہ مرے کھیلتا ہے تیرا تبسّم

میں ہنستے ہوئے رو پڑوں یوں دل نہ دُکھانا

ہم شام و سحر سوچتے رہتے ہیں یہ طالبؔ

آساں کسی کا بھی نہیں پیار کا پانا

☆

پیار پا لینا کچھ آسان نہیں
آشنا ہے یہ وردان نہیں

غم بھی خوشیاں بھی ہیں دنیا میں مگر
عہد کوئی نہیں پیمان نہیں

آئے ہیں میکدے میں زاہد بھی
میکشوں کا کوئی ایمان نہیں

بھول جانا بھی تجھے مشکل ہے
تجھ سے ملنے کا بھی امکان نہیں

دن کہیں بیتا، کہیں رات ہوئی
دل جلوں کا کوئی استھان نہیں

تجھ سے پتھر کو میں کیونکر پوجوں
کیا سلامت مرا ایمان نہیں

اب وہ یوں ملتے ہیں مجھ سے طالبؔ
جیسے ان سے کوئی پہچان نہیں

☆

دھرتی پہ چاند کی ہوں ستاروں کے درمیاں
ہم زندگی گزاریں بہاروں کے درمیاں

مہکی ہوئی فضائیں ہوں آنے کی منتظر!
دیوار ہو خزاں نہ بہاروں کے درمیاں

ہر دم جوان ہی رہے موسم یہ پیار کا
جذبہ محبتوں کا ہو یاروں کے درمیاں

بہتر ہیں خار پھولوں سے سنتے آئے ہیں
کھلتے ہیں پھول پیار کے خاروں کے درمیاں

کتنی بھی مختصر سہی ہو عمر پیار کی!
مہکا ہوا چمن ہو بہاروں کے درمیاں

پرواں چڑھے یہ ہند ہمالہ کے سائے میں
بھاتا ہے سبزہ زار نظاروں کے درمیاں

طالبؔ ندی یہ پیار کی یونہی رواں رہے
منظر ہو وصل کا دو کناروں کے درمیاں

☆

اس کی آنکھوں میں وفا پائی ہے
دل نے چاہت کی ضیا پائی ہے

اُس کے دل میں بھی محبت ہے مری
اور آنکھوں میں رضا پائی ہے

ہجر میں اُس کے میں جلتا ہی رہا
کیسی اُلفت کی سزا پائی ہے

بس گیا آنکھوں میں وہ حسن و جمال
درد نے دل میں جگہ پائی ہے

تو نے کس پیار سے دیکھا ہے مجھے
دل نے نظروں سے جلا پائی ہے

زندگی جیسے بھی گُزرے میری
کب تری یاد بھُلا پائی ہے

مضطرب پیار میں تھا میں طالبؔ
اس کے آنے سے شفا پائی ہے

☆

خاک میں ملنا ہے مٹّی کو کفن ہونا ہے

جسم کو ایک نہ اک روز چمن ہونا ہے
دیکھ لیں ہم نے بہاریں بھی خزائیں بھی یہاں

تجھ سے رخصت ہمیں اک روز چمن ہونا ہے

دھوپ اور چھاؤں کی مانند یہاں کٹ گئی زیست

دور تجھ سے بھی ہمیں ارضِ وطن ہونا ہے

گئے جس شہر میں منظر ہی الگ دیکھے ہیں

اب ہر اک واقعہ ہونٹوں پہ سخن ہونا ہے

جب بھی سنتا ہوں کسی سے مجھے دکھ ہوتا ہے

لوگ کہتے ہیں کہ برباد چمن ہونا ہے

یہ حقیقت ہے کوئی خواب نہیں ہے لوگو

عظمت آبروئے گنگ و جمن ہونا ہے

طالبؔ اک روز مجھے یاد کرے گی دنیا

میری باتوں کا مرے بعد چلن ہونا ہے

☆

زندگی جینا بھی دشوار ہوا جاتا ہے
سانس لینا ہمیں آزار ہوا جاتا ہے
نفرتیں بانٹنے والوں کو یہ معلوم نہیں
سارا گلشن ہی شربار ہوا جاتا ہے
کتنی مشکل سے نظر آئی تھی سورج کی کرن
یہ اجالا بھی شب آثار ہوا جاتا ہے
وار خالی نہیں جاتا مرے قاتل کا کوئی
دل مرا داغوں سے گلزار ہوا جاتا ہے
نئی تعمیر کی صورت تو نظر آتی نہیں
شہر کا شہر ہی مسمار ہوا جاتا ہے
خون کھولاتے ہیں دن رات وہ تقریروں سے
گرم پھر موت کا بازار ہوا جاتا ہے
بھول بیٹھا وہ محبت کی ادائیں طالبؔ
پھول سا لہجہ بھی تلوار ہوا جاتا ہے

☆

اس اندھکار میں جب روشنی، نہیں دیکھی
کسی بھی گھر میں کہیں زندگی، نہیں دیکھی

سجی ہیں آنکھوں کے البم میں جتنی تصویریں
کسی کے ہونٹوں پہ میں نے ہنسی، نہیں دیکھی

جو شخص مجھ سے ملا ہے وہ سرکشی سے ملا
جہاں میں ایسی کہیں بے رخی، نہیں دیکھی

میں چاہتا ہوں ترے دل میں جھانک کر دیکھوں
جو تجھ میں تھی کبھی وہ بے خودی، نہیں دیکھی

نہارا جس کو بھی وہ پیڑ مجھ کو سوکھا ملا
چمن کے پھولوں میں بھی تازگی، نہیں دیکھی

ملا نہ ریت کے صحراء میں مجھ کو نخلستان
جو آج دیکھی ہے وہ تشنگی، نہیں دیکھی

وہ بدنصیب ہیں بستی کے لوگ اے طالبؔ
اداس چہرے دلوں میں خوشی، نہیں دیکھی

☆

راز دل وہ پا گیا میری نظر کو دیکھ کر
میں بھی حیرت میں ہوں ایسے دیدہ ور کو دیکھ کر

ہم تو اک گرتی ہوئی دیوار ہیں سمجھا تھا وہ
بدگمانی ہو گئی ویران گھر کو دیکھ کر

کس طرف آندھی کا رُخ ہے کس طرف طوفان ہے
مانجھی کر لیتا ہے اندازہ بھنور کو دیکھ کر

چھوڑ کر اخبار، چہرے پڑھنا اس کا کام ہے
وہ کبھی ہنستا نہیں اچھی خبر کو دیکھ کر

سامنے دشمن کے جاؤں چھُپ کے کیوں بیٹھا رہوں
جانے کیا سوچے گا وہ کندھوں پہ سر کو دیکھ کر

آدمی ہو سب ہی کے دُکھ درد میں شامل رہو
پنچھی بھی رو دیتے ہیں سوکھے شجر کو دیکھ کر

طالبؔ اپنے بھاگ پر مجھ کو ہنسی آنے لگی
پھول بھی کھلنے لگے داغِ جگر کو دیکھ کر

☆

آپ تو روز گھر جلاتے ہیں
ہم نئی بستیاں بساتے ہیں

پانی ملتا نہیں ہے دھرتی کو
پھر بھی ہم فصل اگائے جاتے ہیں

جانے کیوں میری آہ و زاری پر
دل ہی دل میں وہ مسکراتے ہیں

ہم ہیں بیزار ان کی شوخی سے
لطف دیتے نہیں ستاتے ہیں

خوب نظارے ہیں یہ قدرت کے
رات میں تارے جگمگاتے ہیں

گود کا ماں کی سنسکار ہے یہ
جنت اِس دھرتی کو بناتے ہیں

جن کو تہذیب پیاری ہے طالب
سب کو وہ چاہتیں سِکھاتے ہیں

☆

قسمت کی کوئی شکل، نہیں ہے، زباں، نہیں
کیسے کہوں یہ زندگی اک امتحاں، نہیں

نظریں تلاش کرتی ہیں تم کو ہر ایک سمت
او جھل ہو تم نگاہ سے کوئی نشاں، نہیں

جو کچھ لکھا ہوا ہے کتابوں میں پڑھ لیا
لیکن کوئی رفیق کوئی پاسباں نہیں

تدبیر سے بدلتی ہے تقدیر سچ سہی
وہ کون سی جگہ ہے جہاں آسماں، نہیں

سچ کا سہارا لیکے جہاں بات کی گئی
دل والوں نے کہا یہ کوئی داستاں، نہیں

آتی نہیں زباں پہ محبت کی بات بھی
میں کیا کروں کہ دل بھی مرا رازداں، نہیں

ہم جی رہے ہیں ایسے زمانے میں زندگی
طالبؔ محبتوں کا جہاں قدرداں، نہیں

☆

دو رنگی چال لوگوں کی بھاتی نہیں مجھے

اک بات بھی فریب کی آتی نہیں مجھے

مت پوچھ تیرے پیار میں کیا کیا نہیں سہا

بیتے دنوں کی یاد بھی آتی نہیں مجھے

شاید کہ میرے پیار سے کچھ خوش نہیں ہے وہ

کیا پیار میں کمی ہے بتاتی نہیں مجھے

چہرہ تو اس کا آئینے کی طرح صاف ہے

من میں جو بات ہے وہ بتاتی نہیں مجھے

شرماتی ہے لجاتی ہے ذوارے کی اوٹ میں

پاس آن کر گلے سے لگاتی نہیں مجھے

ہوتی نہیں دورنگی محبت کی ریت میں

دل کی کھلی کتاب دکھاتی نہیں مجھے

طالبؔ وہ دل سے چاہتی ہے جانتا ہوں میں

پر بھول کر بھی پیار جتاتی نہیں مجھے

☆

کہاں چھپ گئے اپنی صورت دکھا دو
اندھیرا ہے مکھڑے کا دیپک جلا دو

زمانہ ہوا تم کو دیکھا نہیں ہے
ذرا اپنے چہرے سے پردہ ہٹا دو

محبت کے ارمان دل میں بھرے ہیں
مری نیند میں آ کے سپنے سجا دو

محبت کا طوفان روکو نہ دل میں
نکل آئیں آنسو نہ ایسی سزا دو

لگا کر کبھی اپنے سینے سے مجھ کو
زمانے کے سب رنج اور غم مٹا دو

بہت دن سے گلشن میں دورِ خزاں ہے
چٹک جائیں کلیاں ذرا مسکرا دو

نہ جانے وہ کیوں تم سے روٹھے ہیں طالبؔ
چلو ان کو اپنی بھی حالت دکھا دو

گیت

گیت

پریت کرلو پریت مر جانا ہے
پیار کی ہے ریت ، غم کھانا ہے
زندگی کیا ہے ایک سپنا ہے
پیار بھی کیا ہے بس تڑپنا ہے
دل لگانا کانٹوں پہ چلنا ہے
جو بھاگ میں لکھا ہے وہی پانا ہے
پریت کرلو پریت مر جانا ہے

پیار کرنے والوں کی تنہائی آشیانہ ہے
انتظار بھری راتیں ہیں غم کا بچھونا ہے
کانٹوں کو پھول سمجھ کر دل میں بسانا ہے
زندگی کی چاہ میں انجانی ڈگر پہ چلنا ہے
ہوس کو چھوڑ کر پیار کی دولت پانا ہے
ساری دنیا چھوڑ کر پیار کی منزل پانا ہے
پریت کرلو پریت مر جانا ہے

دنیا کو بتائیں گے پیار کیا چیز ہے

یہ خواب سہانا ہے جسے حقیقت بنانا ہے

جان گئے پیار میں کیا ہمیں پانا ہے

انجام کیا ہے بس موت کو گلے لگانا ہے

پریت کرلو پریت مر جانا ہے

☆

رکھ کے سورج جو سر پہ چلتے ہیں

پاؤں دھرتی پہ اُن کے جلتے ہیں

منزلیں ملتی ہیں عمل ہی سے

بے عمل لوگ ہاتھ ملتے ہیں

گیت

سجنا میرا دل مت توڑنا
مجھے پیار سنگ جوڑنا
میں ڈرتی ہوں اکیلے میں
مجھے اکیلی مت چھوڑنا
آجاؤ مجھے پیار سنگ جوڑنا
سجنا میرا دل مت توڑنا

اس میں تیری بھڑاس ہے
ملنے کی تیری آس ہے
تجھے پانے کی دل میں پیاس ہے
سجنا آجاؤ مجھے پیاسی مت چھوڑنا
مجھے پیار سنگ جوڑنا
سجنا میرا دل مت توڑنا

دل میرا شیشے کا آئینہ ہے

اسی میں تجھ کو مجھے پانا ہے

آجاؤ یہ آئینہ مت توڑنا

مجھے پیار سنگ جوڑنا

سجنا میرا دل مت توڑنا

دل میں ہوئی ہے ہلچل

لیتا ہے دل نام یارا

اس میں ہے مرا اک پیارا

بجتا ہے دل میں اک تارا

آجاؤ اس تار کو نہ توڑنا

سجنا مجھے اکیلی مت چھوڑنا

مجھے پیار سنگ جوڑنا

گیت

میں نے دیکھا سپنا تو لگے بہت پیارا

آجا آجا حقیقت بن کے یارا

مہک آرہی ہے تیرے بدن کی سہانی

تو پیار کی کرشمہ حقیقت میں ڈھل جایار

میں نے دیکھا سپنا

کیوں دیکھ رہی ہو ایسے ہرنی سی لئے وحشت

مجھے بے وفا نہ سمجھ میں ہوں پاگل ہرن تیرا

تو پیار کریگی مجھے میں تیرا ہی رہوں گا

میرے دل تڑپ ہے تیری ترا انکا انھیں گوارا

میں نے دیکھا سپنا

تو ہے کتنی پیاری آنکھوں کا نور ہے تو

مصر سے آئی ہے یا لصیر کی حور ہے تو

کچھ اپنا پتا دے میں دل میں لکھ لوں سارا

یہ موسم ہے رنگیلا اس میں رنگ جائیں یارا

میں نے دیکھا سپنا

چاندی سا جھمکتا بدن تیرا دل کو بنائے آوارہ

ترے پیار کی خاطر پھرتا ہوں مارا مارا

گر پیار کی نظر سے دیکھے مجھے اک بار

تو میں جاں لوں گا دل سے تو ہی میرا پیار

میں نے دیکھا سپنا

گیت

ملی نہ مجھ کو تیری کھبریا
کہاں گئے تم میرے سنوریا
چھائی ہے کاری کاری بدریا
تیرے بن ساجن بیتے نہ عمریا
ملی نہ مجھ کو تیری کھبریا

کہاں کھوجن جاؤں کون بجریا
کون سنے گا میری عرجیا
آجا سنوریا آجا سنوریا
ملی نہ مجھ کو تیری کھبریا

ٹوٹن لاگی میرے دل کی دھڑکن
پڑے چین دن رین نہ دو پھریا
سانجھ بھئے سیس پکڑلوں
نیند نہ لاگے ساری ساری رتیا
ملی نہ مجھ کو تیری کھبریا

رات کو کہیں دور باجے بنسریا

دوڑن لاگوں بھئی میں باؤریا

پگ پگ گر پڑوں میں ڈگریا

تجھ بن رہے نہ مجھے سورتیا

آجا بیری دکھادے صورتیا

بانہوں میں بھرلوں تجھ کو سنوریا

بھاگن لاگے نکل کر کر جوا

آؤ اسے تھامو میرے سنوریا

ملی نہ مجھ کو نہ تیری کھبریا

☆

مئے کے بدلے لہو جو پیتے ہیں

وہ گریباں کے چاک سیتے ہیں

زندگی کاٹتے ہیں خوابوں میں

کیسے بیکار لوگ جیتے ہیں

ماتھے پہ چمکے بندیا ہونٹوں پہ مسکان

ساری عمریا میری تجھ پہ قربان

دیکھو نہ مجھ کو ایسے ہوئی ہے دل میں ہلچل

آنکھوں میں پیار بھر کے ہونٹوں شراب بھر کے

پہلو میں میرے آجا سانسوں میں خوشبو بھر کے

سینے تجھے اے مری جان

ماتھے پہ چمکے بندیا ہونٹوں پہ مسکان

دنیا میں تیرے جیسی لگے نہ مجھے کوئی

اب تک تو نہ میری ہوئی میں نے ساری دنیا کھوئی

اٹھلاتی ہوئی آجا آنکھوں میں تجھے بھر لوں

سینے سے تجھے لگا کر یہ آگ ٹھنڈی کر لوں

میرے حسن کا پنچھی بولے ترے پیار میں

تو پنچھی بن کر آتا ہم پیار کی بھریں اڑان

ماتھے پہ چمکے بندیا ہونٹوں پہ مسکان

آجا میرے پیار دل میرا ہے بے قرار

مشکل ہوا ہے چل چل کب تک کروں انتظار

مری جاں پہ بن آئی ہے کر کے تجھ سے پیار

یہ دو گھڑی کا ملن جیون بھر رہے گا یاد

میں آس میں ہوں تیری دل میرا ہے بے تاب

اس پل اگر تو آجائے تو مانوں احسان

ماتھے پہ چمکے بندیا ہونٹوں پہ مسکان

گیت

بیتا بچپن کھیل گنوایا
سمجھی نہ اپنا کون پرایا
بابل میرا کیسا دیکھے مجھ کو
بوجھ جو میرے کیسا دیکھے مجھ کو
بوجھ جو میرے سینے پر آیا
پنجرے کے اب تار بکھر گئے
پنچھی کا وقت اڑنے کو آیا
بیتا بچپن کھیل گنوایا

بیتی باتیں اک سپنا سہانا
من کی بات کس کو کہوں میں
بیتی یادیں بہاریں ہیں میری
بگیا میں جانا سیکھوں سنگ گانا
آنسو بہیں بھولی ہنسنا ہنسانا
بیتا بچپن کھیل گنوایا

سمجھ گئی یہ ریت کی دنیا
نا ہے پیار نہ پریت کی دنیا
وقت کے ہاتھوں مجبور پرندے
ساتھ جو تھے بچھڑ گئے باشندے
سبھی نے اپنی راہیں بنا لیں
مجھے بھی اپنی راہ پہ جانا
بیتا بچپن کھیل گنوایا

کیوں اداس بھئی رنجنا
سبھی کے ساتھ ایسا ہی ہونا
سکھیاں گئیں سب اپنے بچھڑ گئے
بابل جس نے گود میں پالا
مجبور ہیں ریت میں وہ بھی بچھڑے
پیار کیا چیز اسے کوئی نہ جانا
بیتا بچپن کھیل گنوایا

پیار ملن ہے جدائی لازم آیا وقت میرا بھی بچھڑنا
سبھی کے ساتھ ایسا ہی ہونا
کیوں ناحق پریشان ہونا
بیتا بچپن کھیل گنوایا

گیت

سجنا تیرے بن کچھ نہیں اپنا
پیار ہے اک جھوٹا سپنا
دن گیا رات گئی پھر ہوا سیرا
پر مری دنیا میں گھور اندھیرا
کہاں جاؤں کسے سناؤں قصہ اپنا
کیوں میں نے پیار کیا قصور اپنا
سجنا تیرے بن کچھ نہیں اپنا

ٹوٹ گیا دل میرا اجڑ گئی جوانی
دنیا میں کوئی نہ میرا میں ہو گئی بیگانی
پریت بھری جوانی ذرا دیکھ لے دلبر جانی
پھیل گئی مرے پیار کی زمانے میں کہانی
کیوں مرے عشق میں نہیں ہے روانی
پاگل بھئی پیار میں تیرے تو نہ ہوا اپنا
سجنا تیرے بن کچھ نہیں اپنا

اس کے گھر اندھیرا نہیں دیر چاہے سجنا

. تیرا بھی قصور نہیں یہ تو میرا اپنا

پوجا کروں گی دل میں تیری روپ سجاؤں گی اپنا

کبھی تو مل جائے گا یہ ہی ہے میرا سپنا

سجنا تیرے بن کچھ نہیں اپنا

گیت

یہ کیسی لہرا کے چلی ہوا
مدماتی چال تیری اور تیری ادا
جاتی ہے چمن چمن پھولوں میں رنگ بھرتی
تیری سگندھ اس میں
تیری آنکھوں کا نشہ

جھومے ہے ڈالی ڈالی
ناچے ہے پات پات
کلیاں کھلائے بن بن
غنچوں میں روپ تیرا
یہ کیسی لہرا کے چلی ہوا

من کو لبھائے خوشبو
گاتی ہے پیار کے گیت
یگ یگ کے اپنے سمبندھ
ٹوٹے نہ اب یہ سپنا
طالب کی کامنا ہے
دے پیار کا سندیسہ
یہ کیسی لہرا کے چلی ہوا

ایک نظم

ایک بچہ دیکھا میں نے روتا ہوا
ایک دیکھا ہنستا ہوا
ایک دیکھا مخمل کے بچھونے پر
ایک دیکھا پھوس پر سوتا ہوا
ایک دیکھا محل کے سائے میں
ایک دیکھا دھوپ میں تپتا ہوا
ایک دیکھا کار میں
ایک دیکھا پیدل چلتا ہوا
بچے کی آنکھ سے خالی نہیں سنسار
جیون کا سفر کرتا ہے، بڑھتا ہوا
بچہ زندگی کا آئینہ ہے طالبؔ
بچہ ہے اک پھول مہکتا ہوا
جس کی سگندھ سے سنسار ہے مہکا ہوا

ایک نظم

زمین کی کوکھ میں
پتھر بھی پلتے دیکھے ہیں
کہیں یہ پھول بھی اور پھل بھی
پھلتے دیکھے ہیں
یہ دھرتی جننی ہے
سنچت بھومی کی طرح
ہم نے ماں کی چھاتی میں
دودھ کے سمندر
مچلتے دیکھے ہیں

جن کی محبتیں نہ بھلا پاؤں گا کبھی

سورگیہ کرشنا (ماتا شری)

" ماسٹر بشمبر ناتھ شرما (پتا شری)

محترم اختر سعید خاں، محترم عزیز قریشی (چیئرمین مدھیہ پردیش اردو اکادمی بھوپال)

محترم عشرت قادری، محترم پروفیسر عبدالقوی دسنوی

محترم ڈاکٹر بشیر بدر، محترمہ بیگم خورشید سکندر بخت (بیگم صاحبہ محمد گڑھ)

حضرات رہبر جونپوری، ارمان اکبرآبادی، اختر وامق، اقبال مسعود

سراج کنٹھ (بمبئی) ڈاکٹر محمد نعمان (صدر شعبۂ اردو سیفیہ کالج بھوپال)

انل برہم بھٹ (بمبئی) وقیع احمد (سکریٹری مدھیہ پردیش اردو اکادمی بھوپال)

پرشوتم سوورنا (فلم پروڈیوسر سوورنا فلم بمبئی)، خورشید اختر

بدر واسطی، محمد حسن (آکاشوانی بھوپال)

منان خان (آکاشوانی بھوپال) شارق نور (جرنلسٹ)

نریش شرما (مینجنگ ڈائریکٹر گولڈن پلاسٹک انٹرپرائزیز بھوپال)

محترمہ ڈاکٹر شمع افروز زیدی (مدیرۂ اعزازی ماہنامہ بیسوی صدی دہلی)

حکیم منظور (مالک و مدیر ہفت روزہ خبر و نظر سرینگر کشمیر) کوثر صدیقی

نریندر شرما (گنوری بھوپال)، امرجیت سنگھ رین

عزیزہ سدیش کورلالی، ڈاکٹر سیفی سرونجی (مالک و مدیر سہ ماہی انتساب سرونج)

شری کیدارناتھ سدھیر (انسپکٹر آف پولس پنجاب)

اور وہ سب لوگ جو بٹوارے میں مجھ سے بچھڑ گئے

منموہن طالب

90
प्यार की मंज़िल

प्रीत कर लो प्रीत मर जाना है
प्यार की है रीत ग़म खाना है
ज़िंदगी क्या है एक सपना है
प्यार भी क्या है बस तड़पना है
दिल लगाना काँटों पे चलना है
जो भाग में लिखा है वही पाना है
प्रीत कर लो प्रीत मर जाना है

प्यार करने वालों की तन्हाई आशियानः है
इन्तिज़ार भरी रातें हैं ग़म का बिछौना है
काँटों को फूल समझकर दिल में बसाना है
हवस को छोड़कर प्यार की दौलत पाना है
सारी दुनिया छोड़कर प्यार की मंज़िल पाना है
प्रीत कर लो प्रीत मर जाना है

दुनिया को बताएँगे प्यार क्या चीज़ है
ये ख़्वाब सुहाना है जिसे हकीक़त बनाना है
जान गए प्यार में क्या हमें पाना है
अंजाम क्या है बस मौत को गले लगाना है
प्रीत कर लो प्रीत मर जाना है

91

सजना तेरे बिन.......

सजना तेरे बिन कुछ नहीं अपना
प्यार है इक झूटा सपना
दिन गया, रात गई फिर हुआ सवेरा
पर मेरी दुनिया में घोर अंधेरा
कहाँ जाऊँ, किसे सुनाऊँ क़िस्सा अपना
क्यों मैंने प्यार किया कुसूर अपना
सजना तेरे विन कुछ नहीं अपना

टूट गया दिल मेरा, उजड़ गई जवानी दुनिया में
कोई न मेरा, मैं हो गई वेगानी।
प्रीत भरी जवानी ज़रा देखले दिलबर जानी
फैल गई मेरे प्यार की ज़माने में कहानी
क्यों मेरे इश्क़ में नहीं है रवानी
पागल भई प्यार में तेरे तू न हुआ अपना
सजना तेरे विन कुछ नहीं अपना

उसके घर अंधेर नहीं देर चाहे सजना
तेरा भी कुसूर नहीं ये तो मेरा अपना
पूजा करूँगी दिलमें तेरी, रूप सजाऊँगी अपना
कभी तू मिल जाएगा यही है मेरा सपना
सजना तेरे विन कुछ नहीं अपना

समझ गई ये रीत की दुनिया
न है प्यार न प्रीत की दुनिया
वक़्त के हाथों मजबूर परिन्दे
साथ जो थे बिछड़ गए बाशिन्दे
सभी ने अपनी राहें बनालीं
मुझे भी अपनी राह पे जाना
बीता बचपन खेल गँवाया.

क्यों उदास भई रंजना
सभी के साथ ऐसा ही होना
सखियाँ गईं, सब अपने बिछड़ गए
बाबुल जिसने गोद मे पाला
मजबूर है रीत में वोह भी बिछड़े
प्यार क्या चीज़ इसे कोई न जाना
बीता बचपन खेल गँवाया.

प्यार मिलन है, जुदाई लाज़िम
आया वक़्त मेरा भी बिछड़ना
सभी के साथ ऐसा ही होना
क्यों नाहक़ परेशान होना
बीता बचपन खेल गँवाया.

बीता बचपन खेल गँवाया

बीता बचपन खेल गँवाया
समझी न अपना कौन पराया
बाबुल मेरा कैसा देखे मुझको
बोझ जो मेरे सीने पर आया
पिंजरे के अब तार बिखर गए
पंछी का वक़्त उड़ने को आया
बीता बचपन खेल गँवाया.

बीती बातें इक सपना सुहाना
मन की बात किसको कहूँ मैं
बीती यादें बहारें हैं मेरी
बगिया में जाना सखियों संग गाना
आँसू बहें भूली हँसना-हंसाना
बीता बचपन खेल गँवाया.

रात को कहीं दूर बाजे बँसुरिया
दौड़न लागूँ भई मैं बावरिया
पग-पग गिर पड़ूँ मैं डगरिया
तुझ बिन रहे न मुझे सुरतिया
आजा बैरी दिखादे सुरतिया
बाँहों में भरलूँ तुझको साँवरिया
भागन लागे निकल कर करिजवा
आओ इसे थामो मेरे साँवरिया
मिली न मुझको तेरी ख़बरिया

95

मिली न मुझको तेरी ख़बरिया

मिली न मुझको तेरी ख़बरिया
कहाँ गए तुम मेरे सँवरिया
छाई है कारी-कारी बदरिया
तेरे बिन साजन बीते न उमरिया
मिली न मुझको तेरी ख़बरिया

कहाँ खोजन जाऊँ, कौन बजरिया
कौन सुनेगा मेरी अरजिया
आजा सँवरिया, आजा सँवरिया
मिली न मुझको तेरी ख़बरिया

टूटन लागी मेरे दिल की धड़कन
पड़े चैन दिन रैन न दोपहरिया
साँझ भये सीस पकड़ लूँ
नींद न लागे सारी-सारी रतिया
मिली न मुझको तेरी ख़ाबरिया

दिल मेरा शीशे का आईनः है
इसी में तुझको मुझे पाना है
आ जाओ ये आईनः मत तोड़ना
मुझे प्यार संग जोड़ना
सजना मेरा दिल मत तोड़ना

दिल में हुई है हलचल
लेता है दिल नाम यारा
इसमें है मेरा एक प्यारा
बजता है दिल में इकतारा
आ जाओ इस तार को न तोड़ना
सजना मुझे अकेली मत छोड़ना
मुझे प्यार संग जोड़ना.

97

गीत

सजना मेरा दिल मत तोड़ना

सजना मेरा दिल मत तोड़ना
मुझे प्यार संग जोड़ना
मैं डरती हूँ अकेले में
मुझे अकेली मत छोड़ना
आ जाओ मुझे प्यार संग जोड़ना
सजना मेरा दिल मत तोड़ना

इस में तेरी भड़ास है
मिलने की तेरी आस है
तुझे पाने की दिल में प्यास है
सजना आ जाओ मुझे प्यासी मत छोड़ना
मुझे प्यार संग जोड़ना
सजना मेरा दिल मत तोड़ना

ये दुनिया हमें आज़माने चली है,
नया फिर कोई गुल ख़िलाने चली है।

रही कुछ भी सुधबुध न ज़ुल्मो सितम की,
वो ख़ुद को चिता में जलाने चली है।

मसल देगा चुटकी से इक पल में कोई,
कली शाख़ा पर मुस्कुराने चली है।

सब अपने पराए हुए जा रहे हैं,
अजब रंग दुनिया दिखाने चली है।

सदाऐं हैं चीख़ों की शहनाइयों में,
ये रुत मेरे दिल को रुलाने चली है।

बहारों का मौसम तो आया न "तालिब",
ख़िज़ाँ बाग़ में ख़ाक उड़ाने चली है।

99

ये कितना खूबसूरत आस्माँ है,
नज़र में मेरी रंगों का जहाँ है।

मिरे आँगन में बच्चे खेलते हैं,
हसीं जन्नत से भी मेरा मकाँ है

सज़ा से बच नहीं पाएगा क़ातिल,
मिरे हक़ में गवाहों का बयाँ है।

वो जाते-जाते मुड़के देखते हैं,
उन्हें नीयत पे भी मेरी गुमाँ है।

ये कैसी है उदासी शह्र भर में,
हर इक इन्साँ के चेहरे पर धुआँ है।

नज़र आता नहीं है दोस्त कोई,
जिधर देखो हुजूमे-दुश्मनाँ है।

लगी है आग फूलों के बदन में,
ये दोज़ख़ है कि "तालिब" गुलसितां है।

100

दिल से तुम्हारा प्यार भुलाया न जायगा,
जो दाग़ दे गए हो मिटाया न जायगा।

दिल में रखूँगा अपने निशानी ये प्यार की,
ये ज़ख़्म चारागर को दिखाया न जायगा।

रहने दे क़ैद ही में रिहाई न दे मुझे,
सैय्याद,अब कफ़स से तो जाया न जायगा।

सौगन्ध इन आँसुओं की जो छल्के हैं आँख में,
मिट्टी में इनको हमसे मिलाया न जायगा।

सहराओं को बनाऊँगा इक रोज़ मैं चमन,
गुलचीं से तो ये बाग़ सजाया न जायगा।

दामन झटक के हाथ से जाता है दूर क्यों ,
तुझ बिन ग़मों का बोझ उठाया न जायगा।

"तालिब" मैं रोशनी का पुजारी हूँ मुझसे तो,
जलता हुआ चराग़ बुझाया न जायगा।

सैयाद : शिकारी; क़फ़स : पिंजड़ा;
गुलचीं : बाग़वान

101

ये इंसाँ से इंसाँ को नफ़रत सी क्यों है,
रवादारियों से बग़ावत सी क्यों है।

मोहब्बत से सबसे मिलो दोस्ती में,
तुम्हें सिर्फ़ दौलत की चाहत सी क्यों है।

बसे हैं जो हम एक दूजे के दिल में,
तुम्हें भूल जाने की आदत सी क्यों है।

मैं तंग आ चुका हूँ बहुत दूरियों से,
ये बेगान्गी और ग़फ़लत सी क्यों है।

वही चाँद सूरज, वही हैं सितारे,
मगर रात दिन ये अज़ीयत सी क्यों है।

किसी तर्ह कटती नहीं रात अकेले,
मिरे दिल पे यारब क़यामत सी क्यों है।

अजब शख़्सियत का ये जादू है "तालिब",
खुदा जाने उनसे अक़ीदत सी क्यों है।

रवादारियों : सद्‌भाव; अज़ीयत : दुख;
अक़ीदत : आस्था

102

तुमसे हम और चाहते क्या हैं
कभी पूछो तो कैसे जिंदा है

प्यार की कश्ती खोते जाओ यूंही
प्यार का हम तो बहता दरिया हैं

जान देते हैं इस जहां पे वही
प्यार की जो वसीअ दुनिया है

मिट्टी से ही बसा है ये संसार
इसी मिट्टी पे हम भी शैदा हैं

साग़रे मय हो और साथ हो तुम
और इस दिल की ख़्वाहिशें क्या हैं

जंगलों जंगलों भटकते हैं
एक बे आशियां परिंदा है

गीत क्या और क्या ग़ज़ल "तालिब"
उसके होंटों के बोल नग़मा हैं

राज़े दिल वो पा गया मेरी नज़र को देखकर
मैं भी हैरत में हूं ऐसे दीदःवर को देखकर

हम तो इक गिरती हुई दीवार हैं समझा था वो बदगुमानी
हो गई वीरान घर को देखकर

किस तरफ़ आंधी का रुख़ है किस तरफ़ तूफ़ान है
मांझी कर लेता है अंदाज़ः भंवर को देखकर

छोड़कर अखबार चेहरे पढ़ना उसका काम है
"वो कभी हंसता नहीं अच्छी खबर को देखकर

सामने दुश्मन के जाऊं छुप के क्यों बैठा रहूं
जाने क्या सोचेगाा वो कंधों पे सर को देखकर

आदमी हो सब ही के दुख दर्द में शामिल रहो
पंछी भी रो देते हैं सूखे शजर को देखकर

"तालिब" अपने भाग पर मुझको हंसी आने लगी
फूल भी खिलने लगे दागे़ जिगर को देखकर

104

आप तो रोज़ घर जलाते है
हम नई बस्तीयां बसाते हैं

पानी मिलता नहीं है धरती को
फिर भी हम फ़स्ल उगाए जाते हैं

जाने क्यों मेरी आहोज़ारी पर
दिल ही दिल में वो मुस्कुराते हैं

हम हैं बेज़ार उनकी शोख़ी से
लुत्फ़ देते नहीं सताते हैं

ख़ूब नज्ज़ारे हैं ये कुदरत के
रात में तारे जगमगाते हैं

गोद का मां की संस्कार है ये
जन्नत इस धरती को बनाते हैं

जिनको तहज़ीब प्यारी है "तालिब"
सबको वो चाहतें सिखाते हैं

105

पहली सी तुमको हमसे मुहब्बत नहीं रही
वो प्यार की नज़र वो इनायत नहीं रही

पास आए तुम तो फास्ले कुछ और बढ़ गए
वो दोस्ती वो लुत्फ़ वो सोहबत नहीं रही

वो दिन भी थे कि इश्रतें हासिल थीं इश्क़ में
ये दिन भी हैं कि कोई मसर्रत नहीं रही

इक हल्क़ा आसपास मेरे दोस्तों का था
मिलने की अब किसी को भी फुर्सत नहीं रही

इक मश्ग़ला था आग से जब खेलते थे हम
अब चांद और सितारों की हसरत नहीं रही

जो देख्ते थे राह मेरी उठ गए वो लोग
अब उनको याद करने की ताक़त नहीं रही

जो दिन गुज़र गए वो न आएंगे लौटकर
"तालिब" किसी की आंखों में सूरत नहीं रही

106

रंग क्या क्या दिखाए दुनिया के
ग़म में आंसू बहाए दुनिया के

फैला है चारों ओर नीलगगन
लाखों मंज़र दिखाए दुनिया के

मर के दो गज़ ज़मीं भी मिल न सकी
उम्र भर नाज़ उठाए दुनिया के

आदमी बे लिबासा पैदा हुआ
वस्त्र उसने बनाए दुनिया के

जज़्ब-ए-इश्क़ था जनम की असास
सपने मन में बसाए दुनिया के

प्यार, मम्ता, सुभाव, रीतरिवाज
घर उजाड़े बनाए दुनिया के

ज़िंदगी में हैं ग़म भी खुशियां भी
हम हैं "तालिब" सताए दुनिया के

107

लो झूम के फिर आ गया बरसात का मौसम
दिल सब ही का बरमा गया बरसात का मौसम

वो बिजली चमकने लगी वो छा गए बादल
नश्शे की तरह छा गया बरसात का मौसम

आंगन में बरसती हुई रिमझिम की ये बूंदें
संगीत में नहला गया बरसात का मौसम

पड़ती हैं फुहारें तो छनक उठती है पायल
तन्हाई को बहला गया बरसात का मौसम

भीगी हुई चुनरी से टपकने लगा पानी
गोरी का दिल इतरा गया बरसात का मौसम

खेतों में लहकने लगी हरियाली की खुश्बू
खुद मस्ती में लहरा गया बरसात का मौसम

"तालिब" मेरी आंखों में हैं सावन के नज़ारे
दिल को मेरे तड़पा गया बरसात का मौसम

108

तुम मेरी निगाहों से कभी दूर न जाना
वादा जो मुहब्बत का किया है वो निभाना

तन्हाई के इस घोर अंधेरे की सजा क्यों
इस दिल में कभी प्यार का दीपक भी जलाना

दिल से जियो जितना भी नसीबों में है जीवन
क्या याद में बीते दिनों की आंसू बहाना

जो सोचते रहते हो कभी उस्से भी कह दो
अच्छा नहीं है दिल में कोई बात छुपाना

याद आती है फिर शोख़ियां बरमाने लगीं दिल
एसे में चले आओ के मौसम है सुहाना

होंटों पे मिरे खेलता है तेरा तबस्सुम
मैं हंसते हुए रो पडूं यूं दिल न दुखाना

हर शामो सहर सोचते रहते हैं ये "तालिब"
आसान किसी का भी नहीं प्यार का पाना

109

मेरी पूजा का कुछ सिला देना
इक झ़लक रुप की दिखा देना

लाख ठुकराए ये ज़माना मुझे
तुम नज़र से नहीं गिरा देना

कर दिया तेरे प्यार ने पागल
अपने दिल से न तू भुला देना

जब सुनो मेरी बांसुरी की धुन
प्यार की रागिनी सुना देना

पहले मेरी कहानी तो सुन लो
फिर जो चाहे मुझे सज़ा देना

मेरे क़दमों की आहटें सुनकर
दीप चौबारे में जला देना

रस भरे इन गुलाबी होंटों से
प्यास "तालिब" की भी बुझा देना

110

दुखों में जब भी जहां में किसी के काम आए
हमें जवाब में हर दम लहू के जाम आए

हम उनको हार गए हैं सलाम लिख लिख कर
सलाम आया उधर से न ही पयाम आए

हसीन दिन भी उन्ही के हैं और रातें भी
कभी तो मेरी भी क़िस्मत में कोई शाम आए

न जाने ख़त्म हों कब इंतेज़ार की घड़ियां
कभी तो उसका मोहब्बत भरा सलाम आए

सभी को बांटता है नामःबर किसी के खुतूत
मैं चाहता हूं तिरा ख़त भी मेरे नाम आए

निगाह ढुंडती है बदलियों में वो चेहरा
उदास उदास उफ़क़ पर महे तमाम आए

111

हालात ने अजीब तमाशे दिखाए हैं
हंसने की आरजू में भी आंसू बहाए हैं

यारब मुझे सुकून दे या ज़ीस्त छीन ले
जिस सिम्त देखता हूं उधर ग़म के साए हैं

सौ बार आज़माया है तू ने भी आस्मां
दुनिया के रंज सह के भी हम मुस्कुराए हैं

एक और तजरुबा सही तुमसे भी दोस्तो
अब तक तो जितने लोग मिले वो पराए हैं

पहले पहल किसी से मुलाक़ात याद है
अब तक मिरी नज़र में वो मंज़र समाए हैं

फ़ुर्सत मिले तो आ कभी सुन दिल की दास्तां
क्या क्या न तेरे हिज्र में सदमे उठाए हैं

"तालिब" ग़ज़ल में लिखते हैं अब और मसअले
इक दौर था के हमने भी नग़मे सुनाए हैं

112

मेरी मिट्टी मुझे बुलाती है
सारे युग की कथा सुनाती है

जैसे उंगली पकड़ के बालक की
दूसरे धाम ले के जाती है

खोल क्या हो रहे हैं दुनिया में
रोज़ किस्से नए सुनाती है

बहते झरनों से पानी पी पी कर
दश्त को गुलसितां बनाती है

मिट्टी ही देती है अनाज हमें
फस्ल खेतों में लहलहाती है

चार सू फैल जाती है खुश्बू
फूलों में रंग जब दिखाती है

दुख भरे इस जहान में "तालिब"
प्यार के गीत भी सुनाती है

113

कहां छुप गए अपनी सूरत दिखा दो
अंधेरा है मुखड़े का दीपक जला दो

ज़माना हुआ तुमको देखा नहीं है
ज़रा अपने चेहरे से पर्दा हटा दो

मुहब्बत के अरमान दिल में भरे हैं
मेरी नींद में आ के सपने सजा दो

मुहब्बत का तूफान रोको न दिल में
निकल आंए आंसू न एसी सज़ा दो

लगाकर कभी अपने सीने से मुझको
ज़माने के सब रंज और ग़म मिटा दो

बहुत दिन से गुलशन में दौरे ख़िज़ां है
चटक जांए कलियां ज़रा मुस्कुरा दो

न जाने वो क्यों तुमसे रुठे हैं "तालिब"
चलो उनक़ो अपनी भी हालत दिखा दो

114

अफ़सोस हो रहा है तुम्हारे सुभाव पर,
हर दम नमक छिड़कते हो तुम ताज़ः घाव पर।

तूफ़ाँ में डूब जाए कि उस पार जा लगे,
कश्ती तो छोड़ दी है नदी के बहाव पर।

क्या चीज़ है ये प्यार मुझे तो पता नहीं,
मैंने तो अपनी हस्ती लगादी है दाव पर।

ख़ामोश रात, सर्दी का मौसम है गाँव में,
देहक़ान हाथ ताप रहे है अलाव पर।

मज़्हब के नाम पर यहाँ नफ़रत का है चलन,
आमादः है हर एक यहाँ भेदभाव पर।

वोह कारवाँ जो राह में हमसे बिछड़ गया,
शायद कि फिर से आ मिले अगले पड़ाव पर।

हिलता नहीं है पत्ता बग़ैर उसके हुक्म के,
"तालिब" सवार हम भी हैं जीवन की नाव पर।

सामने आए कभी मुँह को छुपाने वाला,
मैं अकेला नहीं आईना दिखाने वाला।

कैसा है तेरा चलन चलता है ये किसकी डगर,
तुझको मिल जाए कोई राह सुझाने वाला।

अपनापन छोड़के रखता है जो औरों पे नज़र,
अपने घर को है वही आग लगाने वाला।

अपने पर ही रहो निर्भर मिरा कहना मानो,
कोई भी साथ नहीं देगा ज़माने वाला।

झुर्रियाँ साफ़ नज़र आती हैं आईने में,
छोड़ दे अब ये चलन उम्र गँवाने वाला।

छेड़ साक़ी से न कर जैसा भी है मैख़ानः,
फिर न आएगा कोई बज़्म सजाने वाला।

आइना दिल का अगर साफ रखोगे "तालिब",
फिर नहीं होगा कोई ऐब लगाने वाला।

बज़्म : महफ़िल

116

आज आँखों से हर इक पर्दा उठाया जाए,
नींद के मातों को ग़फ़लत से जगाया जाए।

रहनुमा देश का ख़ुद को जो समझते हैं उन्हें,
वक़्त ये कहता है आईना दिखाया जाए।

दुल्हनों को जो जला देते है ज़र की ख़ातिर,
अब चिता में उन्हें भी ज़िंदा जलाया जाए।

ख़ूने मज़दूर जो पीते हैं शराबों की तरह,
पीला चेहरा उन्हें आज उनका दिखाया जाए।

गूँगे-बहरों की ये बस्ती है सभी बेहिस हैं,
अपना दुख दर्द यहाँ किस को सुनाया जाए।

कश्तिए-उम्र किनारे के क़रीब आ पहुँची,
और अब वक़्त न बेकार गँवाया जाए।

और कुछ कर नहीं सकते तो दुआ ही माँगें,
"तालिब" इन्सान को हैवाँ से बचाया जाए।

117

दुख बहुत हमको दोस्ती से मिले,
फिर भी सबसे हँसी, खुशी से मिले।

दुश्मनी अपनी जाँ से क्या करते,
ग़म भी हँस-हँस के ज़िंदगी से मिले,

गाँव में जिनसे थी कभी पहचान,
वो मिले भी तो अजनबी से मिले।

हम बिठाते थे जिनको पलकों पर,
आज वो कितनी बेरुख़ी से मिले।

देख कर दिल दहल गया मेरा,
दोस्त जितने थे सरकशी से मिले।

सब मिरी तर्ह सोचते होंगे,
आदमी हो तो आदमी से मिले।

ज़हर जो पीते रहते हैं "तालिब"
कुछ सबक़ उनको मयकशी से मिले।

सरकशी : अशिष्टता

बरसात आई खुल गई बोतल शराब की,
आ जाए रंग, देखो झलक जो शबाब की।

ज़ुल्फ़ों की एक लट तिरे माथे से आँख तक,
ये मरमरीं बदन, कि कली हो गुलाब की।

हैरत न क्यों हो तारी तिरा हुस्न देखकर,
मेरी नज़र में तू है किरन माहताब की।

आओ न आओ सामने अब इख़्तियार है,
आँखों में मेरी बस गई सूरत जनाब की।

गुज़रा हुआ ज़माना पलट के न आएगा,
हम तुम कभी मिले थे ये बातें हैं ख़्वाब की।

आँखों में इक सूरुर था, दोनों थे लब ब लब,
होंटों से मैने खींच ली मस्ती शराब की।

"तालिब" बस एक मैं ही नहीं हूँ तबाह हाल,
इस इश्क़ ने हज़ारों की दुनिया ख़राब की।

वो देखता है तो इक नेश्तर सा लगता है,
करे है बात तो दिल पर असर सा लगता है।

सवाल ये है मोहब्बत का फ़लसफ़ा क्या है,
जवाब तेरा बहुत मुख़्तसर सा लगता है।

कहे तो पूछ लूँ तुझसे तिरे दिली जज़्बात,
तुझे बुरा न लगे ये भी डर सा लगता है।

मैं सोचता हूँ कि क्या रिश्ता है मिरा उसका,
वो दूर रहके भी नज़्दीकतर सा लगता है।

वो बाल खोले हुए धूप में जब आ जाए,
अकेला दश्त में कोई शजर सा लगता है।

जो एक झोंपड़ा जंगल में आ रहा है नज़र,
किसी का घर हो मुझे अपना घर सा लगता है।

अजीब लोग हैं सब कहते हैं बुरा "तालिब",
वो आदमी तो मुझे मौ'तबर सा लगता है।

नश्तर : छुरी मुख़्तसर : संक्षिप्त जज़्बात : भावनाएें
दश्त : जंगल शजर : पेड़ मो'तबर : विश्वसनीय

120

धरती पर आस्मान बाक़ी है,
जग का वो पासबा़न बाकी़ है।

मर मिटा जो वतन की चाहत में,
उसका बस ख़ानदान बाक़ी है।

बिजली जिस घोंसले पे टूटी थी,
उस पखेरु में जान बाक़ी है।

मर गया है ज़मीर इन्साँ का,
जा़हिरी आनबान बाक़ी है।

टूटी पतवार, उदास है मल्लाह,
कश्ती का बादबान बाकी़ है।

आ रही है ग्लोरियों की महक,
दादी का पानदान बाक़ी है।

ग़म से घबराऊँ किसलिए "तालिब",
सर पे जब आस्मान बाकी़ है।

ज़मीर : अंतरआत्मा;
ज़ाहिरी : बाह्य

121

मैं जो कुछ भी कहूँगा, सच कहूँगा,
मरूँगा भी तो इज़्ज़त से मरूँगा।

मुझे तू बेवफ़ा समझे तो समझे,
हमेशा मैं तिरे दिल में रहूँगा।

मोहब्बत पाक है मेरी यक़ीं कर,
तिरे ही प्यार में जीवन जियूँगा।

रँगी है ख़ून में मिट्टी वतन की,
ये मिट्टी ओढ़ कर ही सो रहूँगा।

ये मिट्टी जान से प्यारी है मुझको,
इसी मिट्टी से हर युग में मिलूँगा।

चुभोयेगा जो नश्तर दोस्त मेरा,
समझकर फूल उसे दिल में रखूँगा।

ग़रीबी और अमीरी क्या है "तालिब",
मैं ये सब कुछ मिटाकर ही रहूँगा।

122

आस्माँ पे चलंता है क़ाफ़िला सितारों का,
और ज़मीं पे मज्मा है ज़िन्दगी के मारों का।

कौन किससे मिलता है आज के ज़माने में,
इक हुजूम रहता था अंजुमन में यारों का।

प्यार और मोहब्बत का नाम हो गया बदनाम,
अब भरम नहीं बाक़ी हम वफ़ा-शिआरों का।

हर तरफ़ ख़ामोशी है, बस्ती हो गई सुनसान,
सिलसिला सा लगता है शहर में मज़ारों का।

बीत जाएगा इक दिन यह ख़िज़ाँ का मौसम भी,
इन्तिज़ार करता हूँ रोज़ मैं बहारों का।

कश्तियाँ हैं दरया में, देखिये तो साहिल से,
लुत्फ़ ही निराला है, इन हसीं नज़ारों का।

भूलते नहीं 'तालिब' दिन जो हम गुज़ार आए,
इक समाँ है आँखों में हुस्न के नज़ारों का।

वफ़ाशिआर : प्रेम निबाहने वाले

ग़ज़लें

शाम को जिस वक़्त ख़ाली हाथ घर जाता हूँ मैं
देखकर बच्चों के चेहरे ग़म से मर जाता हूँ मैं

एक नाज़ों की पली मासूम सी लख़्ते-जिगर,
देखे है हिरनी की आँखों से तो मर जाता हूँ मैं

बिकने को बोली लगाऊँ और जब गाहक न हों
ऐसे आलम में बहुत मायूस घर जाता हूँ मैं

कोई शिक्वा है खुदा से और न क़िस्मत से गिला,
ये अलग है यासियत में ग़म से भर जाता हूँ मैं

फूल बिखरे हों कि काँटों का हो जंगल दर्मियाँ,
राह में कुछ दूर चलता हूँ ठहर जाता हूँ मैं

सोचता हूँ चल दूँ ख़ाली हाथ दुनिया छोड़कर
लेकिन इक मुस्कान की ख़ातिर ही घर जाता हूँ मैं

एक मुद्दत से यही मामूल है "तालिब" मिरा
सुब्ह जी उठता हूँ और हर शाम मर जाता हूँ मैं

यासियत : निराशा

काँकर पाथर जोड़ के मस्जिद लिया बनाय
ता चढ़ मुल्ला बाँग दे क्या बहरा हुआ खुदाय

---------X----------- कबीरदास

मन में जप तू राम को क्यों ढोल मजीरा बजाय
ईश्वर तो अंतरयामी है क्यों उनका सर खाय

राम रहीम ईश्वर अल्लाह हैं सभी के भगवान
गीता,कुआन,ग्रन्थ बाइबिल एक ही पथ बताय

कविता पाठ ऐसा करो जो हर मन को सोहाय
तीखी बानी बोल के क्यों दूसरों का मन दूखाय

विधान शायरी कविता का कुछ तो क़ायदा होय
क़ाफ़िया मिले न पिंगल मिले येह कैसा छन्द कहलाय

ओज़ान शँख घड़ियाल जयकारा बोले सो निहाल
येह ईश्वर की आवाज़ है जो ग़फ़लत से जगाय

"तालिब" वोह जो दूसरों को उल्टी राह दिखाय
अरज़ है मिरी भगवान से उन्हें सीधी राह दिखाय

जिन की मोहब्बतें न भुला पाऊँगा कभी

स्वर्गीय कृष्ना (माता श्री)
मास्टर बिशम्बर नाथ शर्मा (पिता श्री)
श्री अख्तर सईद खाँ, श्री अज़ीज कुरैशी (चेयरमेन मध्या प्रदेश उर्दू अकादमी भोपाल)
श्री इशरत क़ादरी, श्री प्रोफेसर अब्दुल क़वी दसनवी
डाक्टर बशीर बद्र, बेगम खुर्शीद सिकन्दर बख्त (बेगम साहिबा मोहम्मदगढ़)
श्री रहबर जोनपुरी, अरमान अकबर आबादी, अख्तर वामिक़,
इक़बाल मसऊद
सिराज कन्ठ (मुम्बई), डाक्टर मोहम्मद नोमान(सद्र शोअबए उर्दू सैफ़िया कालेज भोपाल)
अनिल ब्रहम्य भट्ट (मुम्बई) वक़ी अहमद (सिकरेट्री मध्य प्रदेश उर्दू अकादमी भोपाल)
पुरषोत्तम सोवरना (फिल्म प्रोडयूसर सोवरना फिल्म मुम्बई), खुर्शीद अख्तर, बद्र वास्ती, मोहम्मद हसन (आकाशवाणी भोपाल)
मन्नान खाँ (आकाशवाणी भोपाल) शारिक़ नूर (पत्रकार)
नरेश शर्मा (मैनेजिंग डायरेक्टर गोल्डन प्लास्टिक इन्टर प्राइज़ेज़ भोपाल)
डाक्टर शमा अफ़रोज़ ज़ैदी (मुदीरे ऐज़ाज़ी माहनामा बीसवीं सदी देहली)
हकीम मन्ज़ूर (मालिक व मुदीर हफ़्त रोज़ा खबरो नज़र श्रीनगर कशमीर) कौसर सिद्दीक़ी, मुदीर सहमाही कारवाने अदब, भोपाल
नरेन्द्र शर्मा (गिन्नौरी भोपाल) अमरजीत सिंह रेन, अज़ीजा सुदीश कौर लाली,
डाक्टर सैफी सिरौंजी (मालिक व मुदीर सहमाही इन्तेसाब सिरौंज)
श्री केदार नाथ सुधीर (इन्सपेक्टर ऑफ पुलिस, पंजाब)
और वह सब लोग जो बटवारे में मुझसे बिछड़ गए

मनमोहन तालिब

शायरी का सिलसिला भी जारी रहा लेकिन मुलाज़मती मसरुफियात के सबब अपने इस शौक़ की तकमील की तरफ़ संजीदगी से तवज्जोह नहीं दे सका।

इस अरसे में जो कुछ कहता रहा वह मुख़्तलिफ़ नोट बुक्स में लिखता रहा।

मैं हद दर्जा शुक्रगुज़ार हूं मोहतरम इशरत क़ादरी साहब का जिनकी रहनुमाई और पुर खुलूस रवैये ने मेरी हौसला अफज़ाई की और मैं अब पूरी संजीदगी के साथ शायरी की बारीकीयों को समझने की कोशिश करते हुए इस आलमगीर उर्दू ज़बान को अपने महसूसात के इज़हार का वसीला बनाए हुए हूं।

मेरी शायरी का यह पहला शेरी मजमूआ "कलियां और फूल" जिसके चंद वरक़ हमारी क़ौमी ज़बान हिंदी में भी हैं। आपकी ख़िदमत में पेश कर रहा हूं।

डा0 मनमोहन शर्मा 'तालिब'

20 अगस्त 2001

दूसरी तरफ़ सियासी तहरीकात भी ज़ोर शोर से जारी थीं आए दिन बड़े जल्से हो रहे थे सियासी रहनुमा धुआं–धार तक़रीरों से अवाम का खून गर्म कर रहे थे मुझे याद है एक बड़े जल्से में मो० अली जिनाह ने बड़ी शोलाबार तक़रीर की थी उनका यह फ़िक़रा आज तक नहीं भूला
"ख़ून की नदियां बहा देंगे–पाकिस्तान बना देंगे"। और फिर तारीख़ ने देखा कि पाकिस्तान और हिंदुस्तान में किस तरह इंसानियत का खून बहाया गया, लाखों खानदान तबाहो–बर्बाद हो कर दोनों तरफ़ से हिजरत करने पर मजबूर हो गए।

मैं पुलिस की मुलाज़मत इख़तियार कर चुका था अमृतसर और कांगड़ा ज़िले में मेरी पोस्टिंग हुई सभी घर के लोग लाहौर से मशरिक़ी पंजाब आ बसे। भोपाल की ऐसे राह बनी कि मेरे बड़े भाई डा० ओंकारनाथ शर्मा वेट्रीनरी डाक्टर बनकर भोपाल आ गए जो रेहटी इछावर और सीहोर में तयनात रहे इस तरह सीहोर और भोपाल मेरा आना जाना हो गया। मैं एक अरसे तक मोहकमा सुराग़रसानी में डिटेक्टिव रहा और कई इश्तिहारी मुजरिमों को गिरफ़्तार करके मुतअद्दिद तमग़े,सर्टीफिकेट और इनामात हासिल किये, इसी दौरान

तास्सुर आजतक मेरे ज़हन पर तारी है। इसी में करतार सिंह दुग्गल औ़र अमृता प्रीतम की कहानीयां और नज़्में भी मैं बड़े शौक़ से पढ़ता था। घर में मौसीक़ी की महफिलें हमेशा ही अरास्ता रहती थीं और मुझे इनमें गहरी दिलचस्पी थी मुख़तलिफ़ किस्म के साज़ भी बजा लिया करता था। मशहूरे ज़माना गूलूकारः सुरेन्द्र कौर और मेरी बड़ी बहन राजकुमारी भी बहुत अच्छा गाती थीं, में तबले पर उनकी संगत करता था। सुरेन्द्र कौर तो आगे चलकर काफ़ी मशहूर हुईं मेरी बहन राजकुमारी की एक थानेदार से शादी हो गई तो उनका शौक़ मांद पड़ गया।

हमारे घर के पास ही शौरी स्टूडीयो कायम हो गया था। जहां फ़िल्मों की शूटिंग होती थी। एक फ़िल्म एक्ट्रेस कलावती थीं और कुक्कू डान्सर थीं। वोह मेरे गाने के स्टाइल को बहुत पसंद करती थीं, ग़रज़ यही वोह चीज़ें थीं जिन्होंने मेरी शायरी को परवान चढ़ाया लेकिन हक़ीक़त यह है कि यह नतीजा था मेरी इब्तिदाई मकतबी उर्दू तालीम का और लाहौर के अदबी तहज़ीबी और शेरी माहौल का. मैं ने कई नज़्में और गीत लिखे जिन्हें स्टेज पर दूसरे कलाकारों ने अपनी आवाज़ में अवाम के सामने पेश करके भरपूर दाद हासिल की।

दोबारा रेडियो पर प्रोग्राम देने से सख़्ती से मना कर दिया जबकि उनकी साथी गुलूकारः सुरेन्द्र कौर आज भी मशहूर गुलूकारों में शुमार की जाती हैं।

यादों के झरोखे खुल रहे हैं और मुझे बचपन के अनगिनत वाक़ेआत याद आ रहे हैं। यह यादों का सिलसिला भी अजीब होता है, उन्ही दिनों एक स्टेज शो हो रहा था स्कूल की लड़कीयों का डान्स था स्टेज पर मशहूर और मक़बूल फ़िल्म एक्टर अशोक कुमार भी मौजूद थे। इस मौक़े पर मैं ने अपने पिता श्री विशम्भरनाथ शर्मा के कंपोज़ किये हुए गीत "सुंदर रुप सुहाए कमरीया नागन सी बल खाए" एक्शन के साथ गाया था। इसी स्टेज पर अशोक कुमार और श्री मनमोहन कृष्ण ने भी गाने गाए थे। प्रोग्राम बहुत कामयाब रहा।

उन्ही दिनों लाहौर से एक बड़ा खूबसूरत उर्दू रिसाला 'चित्रा' वीकली शाया हुआ था। उसमें नज़्में और अफ़साने भी छपते थे। चित्रा वीकली में कई नामवर शायरों और अदीबों की तख़लीक़ात शाया होती थीं इसी में मैने मशहूर और मारुफ़ अदीब कौसर चांदपूरी का एक अफसाना "प्रेम की गठरी" पढ़ा था यह अफ़साना इतना अच्छा था कि उसका

मुशायरे से मेरे ज़ौके शेरी को मज़ीद तहरीक मिली। मेरी शायरी के मोहर्रिक़ात में मौसीक़ी का भी बड़ा दख़्ल रहा है। मेरे पिता मास्टर विशम्भर नाथ शर्मा माने हुए गुलूकार थे। वह हारमोनियम, सितार, वायलन, दिलरुबा और प्यानो बड़ी महारत के साथ बजाया करते थे। उनका एक ड्रामा क्लब भी था। उसके ज़रीये ड्रामे स्टेज किये जाते थे, जिनमें मैं और मेरा भाई ओंकारनाथ शर्मा, राम और लक्षमण का किरदार निभाया करते थे। उस वक़्त ड्रामों में आमतौर पर मकालमे शेर शायरी में बोले जाते थे। इससे और भी मेरी शायरी में ज़ोर पैदा हुआ। मेरी बहन राजकुमारी भी बहुत बड़ी फन्कारः थीं, इसके अलावा हमारे घर में मशहूर गाने वालियों सुरेन्द्र कौर, प्रकाश कौर और श्री मनमोहन कृष्ण जो अपने वक़्त के मशहूर फ़न्कार थे उनका आना जाना था उनके साथ मैं भी गाने गाया करता था। मनमोहन कृष्ण के साथ मैं ने स्टेज शो में भी हिस्सा लिया था। बाद में वह फ़िल्मी दुनिया में चले गए जिनमें उन्होंने हीरो का रोल अदा किया है। उनकी फ़िल्में अपना देश और काला चश्मा बहुत मशहूर हुईं मेरी बहन राजकुमारी ने एक बार 1944 ई० में लाहौर रेडियो स्टेशन से गाने का प्रोग्राम दिया था मगर मेरे पिताश्री ने फिर उन्हें

अमेरीका फ़िक्रमंद हुआ और उसने पहली बार एटम बम का इस्तेमाल किया जिसके नतीजे में हीरोशिमा और नागासाकी बर्बाद हो गए और जापान ने हथियार डाल दिये। दूसरी तरफ़ हिटलर जो नाज़ी फ़ौजों की कमान संभाले हुए था और हिंदुस्तान की जानिब बढ़ रहा था आख़िरी बार मिस्र में देखा गया। वह इत्तिहादी फ़ौजों का मुक़ाबला नहीं कर सका और अचानक ग़ायब हो गया तारीख़ में सुभाष चन्द्र बोस और हिटलर दो ऐसी शख़्सीयतें हैं जिनके बारे में कोई भी यक़ीन के साथ नहीं कह सकता कि उनका क्या हश्र हुआ।

बहरहाल इत्तिहादी फ़ौजों को फ़तह हुई सारी दुनिया में फ़तह का जश्न मनाया गया,इसी सिलसिले में लाहौर में भी फ़तहं का जश्न मनाया गया।

स्कूलों की तरफ़ से बच्चों ने भी कल्चरल प्रोगाम पेश किये। इस प्रोगाम में ख़ास तौर पर शायरे मशरिक़ अल्लामः इक़बाल का क़ौमी तराना पेश किया गया जिसको मैं ने भी गाया था। जश्न के इस प्रोग्राम में मुशायरे भी मुनअक़िद हुए इनमें उस वक़्त के मशहूर शायरों में निसार मो. अश्क, तस्कीन, रज़ामीर लायलपुरी, नजमा असीर, रामलाल छांदा, मधोक, गिरिजा शंकर वग़ैरह ने अपना कलाम सुनाया, इस

साल की उम्र में पहुँचा तो दुनिया में ख़तरनाक घटना घट गई मैं अपने हम उम्र सा़थी लड़कों के साथ रात को साढ़े आठ बजे एक मंदिर के करीब खेल रहा था कि़ मंदिर के पुजारी ने कहा कि बच्चो घर भाग जाओ लड़ाई लग गई है। यह बात सुनकर हम बच्चे डर गए और घरों को चले गए। घर पहुंच कर वालिद साहब (मास्टर विशम्भरनाथ शर्मा) से मालूम हुआ कि मुल्क जर्मनी ने पौलेंड पर बमबारी कर दी है और हिटलर ने कब्ज़ा कर लिया है, इस तरह दूसरी आलमी जंगे अज़ीम का आग़ाज़ हुआ, जंग चलती रही हम अखबारों में इस की होलनाक तबाही की ख़बरें पढ़ते रहे। इसी दौरान हम हाईस्कूल में पहुंच गए। यह जंग तक़रीबन साढ़े छः साल तक जारी रही। इसी दौरान अगस्त 1945 ई० में एक घटना और घटी वह यह कि जापानी फ़ौजें कलकत्ता तक आ गई थीं जिसने हर तरफ़ क़त्ल,ग़ारतगरी और बलात्कार का बाज़ार गर्म कर रखा था और हर तरफ़ यह चर्चा थी कि जापान बहुत जल्द हिंदुस्तान पर कब्ज़ा कर लेगा, एसे में सिर्फ़ सुभाष चन्द्र बोस पर सारे हिंदुस्तान की नज़रें लगी हुई थीं जो आज़ाद हिन्द फ़ौज की कमान संभाले हुए मुल्क का दिफ़ाअ कर रहे थे, जापान की बढ़ती हुई ताक़त को देखकर

वाले फूलों से शायरी के अनमोल शेर झड़ते हों। कहा जाता है कि इन्हीं में अनारकली की क़ब्र भी है जिसे मुग़ल बादशाह अकबर ने दीवार में चुनवा दिया था। यह इलाक़ा अनारकली ही के नाम से मशहूर है और फ़ैशन तिजारत का मर्कज़ है। लाहौर शहर के बारे में तफ़सील के साथ लिखा जाना मुमकिन नहीं है। मे तो इतना ही कहुंगा कि जिसने लाहौर नहीं देखा वोह पैदा ही नहीं हुआ।

मुझमें शायरी का शौक़ पैदा करने वाली पहली हस्ती मेरी माँ की है। जिसने मुझे एक मस्जिद के मकतब में मौलाना ख़ुर्शीद साहब के पास इब्तिदाई तालीम के लिए उनके हवाले किया। यहीं मैने उर्दू पढ़ना शुरु की उस वक़्त और आज के मेयारे तालीम में ज़मीन और आसमान का फ़र्क़ है। मकतब में मैं ने सिर्फ़ दो ही जमातें पास की थीं और गवर्नमेन्ट प्रायमरी स्कूल में तीसरी क्लास में मुझे दाख़िला मिल गया यह बात क़ाबिले ज़िक्र है कि उस वक़्त दूसरी जमात पास कर लेने के बाद तालिबे इल्म उर्दू के अख़बार और किताबें वग़ैरह आसानी के साथ पढ़ लिया करते थे।

मौलाना ख़ुर्शीद साहब शायरी भी करते थे उर्दू और फ़ारसी दोनों ज़बानों पर उन्हें उबूर हासिल था, मैं जब आठ

कहानी मेरी

सन् 1929 ई० में लाहौर में मेरी पैदाइश हुई। लाहौर हुकूमते बर्तानीया के ज़माने में सूबए पंजाब की राजधानी था। उस वक़्त हिंदुस्तान के सिर्फ़ पांच सूबे हुआ करते थे, जिनमें एक पंजाब था और सारे पंजाब में उर्दू का बोलबाला था सरकारी दफ़्तरों में सारे काम उर्दू ज़बान ही में होते थे कहते हैं लाहौर शहर और क़सूर शहर, लव और कुश ने बसाया था। लेकिन यह भी यक़ीन से कहा जा सकता है कि लाहौर मुग़ल बादशाहों ने आबाद किया है।

लाहौर शहर दरया–ए–रावी के किनारे बसा हुआ है और इन्तेहाई ख़ूबसूरत है आज भी वहां उस काल के दरवाज़े, देहली गेट, शाह आलमी दरवाज़ा, लौहारी दरवाज़ा भाटी दरवाज़ा और शाही दरवाज़ा वग़ैरह मौजूद हैं। यह ख़ूबसूरत बाग़ों का शहर माना जाता है। यहां शाहिदराह में बादामी बाग़ जिसमें जहांगीर बादशाह और नूरजहां के मक़बरे हैं।इसी तरह शालीमार बाग़, लॉ रेन्स बाग़ अपनी खूबसूरती के लिए मशहूर हैं, ऐसा लगता है जैसे इन बाग़ों में खिलने

एक मोतबर शायर की हैसियत से नुमायां होने में कामयाब हुए।

डा० मनमोहन 'तालिब' की पसंदीदः सिन्फ़ ग़ज़ल है, लेकिन उन्होंने गीत, क़तआत, पाबंद और आज़ाद नज़्में भी कही हैं। जो नमूने के तौर पर उनके इस पहले शेरी मजमूए में शामिल हैं।

डा० **मनमोहन** तालिब का यह मजमूआ 'मर्कज़े अदब' भोपाल **से शाया हो रहा** है। **हक़ीक़त** यह है कि तालिब की दर्याफ़्त का सेहरा भी 'मर्कज़े अदब' भोपाल ही के सर बंधता है। मुझे उम्मीद है कि अदबी हल्क़ो में तालिब की शायरी को खुलूस और इज़्ज़त की निगाहों से देखा जाएगा।

ज़ेरे नज़र मजमूए में उनकी चन्द ग़ज़लें और गीत हिन्दी पढ़ने वालों के लिये देवनागरी में भी शाया किये जा रहे हैं।

बद्र वास्ती

19 जनवरी 2001

की। शायरी से इन्हें शुरु से ही दिली लगाव था। आज़ादी के बाद ज़मीन के बँटवारे के नतीजे में सामने आने वाले हालात और हादसात को भी उन्होंने झेला है और अपने वतन लाहौर से हिजरत का दुख भी बर्दाश्त किया है। इसलिये कहा जा सकता है कि उन्हें हालात ने शायरी की तरफ़ रग़बत दिलाई होगी। वह एक मुद्दत तक पुलिस डिपार्टमेंट और सुराग़रसानी में बड़े ओहदों पर काम करते रहे हैं। इस मुलाज़मत के दौरान सुराग़रसानी में उन्हें अनोखे और अजीबो–गरीब वाक़ेआत और तज्रुबात का सामना हुआ। जिन्होंने उनके अंदर छुपे हुए शायर को बेदार करने में अहम रोल अदा किया। उनसे पहले उनके खानदान में शायरी और अदब से किसी को दिलचस्पी नहीं थी। मगर क्योंकि उनकी इब्तिदाई तालीम लाहौर की एक मस्जिद के मकतब में शुरु हुई जहां दीनी तालीम के साथ उर्दू ज़बान भी पढ़ाई जाती थी। यहीं से उन्हें उर्दू अदब से दिलचस्पी पैदा हुई और वह एक कहानी लिखने वाले की हैसियत से सामने आए।

डा० मनमोहन 'तालिब' की मादरी ज़बान हिंदी और पंजाबी है लेकिन उन्होंने उर्दू ज़बान की अदबी किताबों का एक अर्से तक गहरा मुतालिआ किया और अपने शेरी ज़ौक़ को परवान चढ़ाया और वह

शायरी के दीवान छपना भी एक आम बात हो गई है। जबकि क़दीम शायर अपने कलाम की इशाअत में जल्दबाज़ी नहीं करते थे। बरसों में कहीं किसी शायर का कलाम छप कर पढ़ने वालों तक पहुंचता था। शायद यही वजह है कि मौजूदा दौर में अगर हज़ारों नहीं तो सैकड़ों शायरी के मजमूए छप कर सामने आ रहे हैं जिनमें शायरी का मेयार गिरता चला जा रहा है।लेकिन कुछ एसे शायर भी मौजूद हैं जो बरसों से शेर कह रहे हैं मगर किताब छपवाने की तरफ़ कोई ध्यान नहीं दिया जो इस बात का खुला इशारा है कि वह अच्छे से अच्छे की तलाश में उस्तादों की रविश को बरक़रार रखे हुए हैं।

डा० मनमोहन नाथ शर्मा 'तालिब' एसे ही शायरों में शुमार किये जाते हैं जिनका शेरी सफ़र कमो–बेश बीस साल से जारी है। लेकिन इतनी लम्बी मुद्दत में न तो उन्होनें कभी मुशायरों में शिरकत की और न ही छोटी बड़ी अदबी महफ़िलों में शरीक हो कर अपना कलाम सुनाने की तरफ़ ध्यान दिया।

डा० मनमोहन नाथ शर्मा 'तालिब' जिनका अदबी नाम डा० मनामोहन 'तालिब' है, ने भोपाल की अज़ीम इल्मी, अदबी और तहज़ीबी दर्सगाह सैफ़िया कालेज में एम. ए. उर्दू तक तालीम हासिल

तालिब एक अलबेला शायर

उर्दू ज़बान और अदब के जुमरे में शामिल शायरी, एक ऐसी दिलपज़ीर,लतीफ,नाजुक और अहम सिन्फे सुख़न है जो बहुत तेज़ी के साथ सुनने या पढ़ने वाले को अपनी तरफ मुतवज्जेह करती है और मुतास्सिर भी करती है। खुसूसियत के साथ अवाम पसंदी में ग़ज़ल को इम्तियाज़ी हैसियत हासिल है। यही सबब है कि उर्दू ग़ज़ल के वजूद में आने से ले कर अब तक इसने जो तरक़्क़ी की मंज़िलें तय की हैं और जिस तेज़ रफ़्तारी के साथ इसको फ़रोग़ हासिल हुआ है वह इसकी तिलिस्मी और जादूगरी को ज़ाहिर करती है। हालांकि उन्नीसवीं सदी ईस्वी की चौथी और पांचवीं दहाई के दौरान उर्दू ग़ज़ल की मुख़ालिफ़त में ज़बर्दस्त हंगामे भी बर्पा हुए लेकिन इसकी मक़बूलियत और तरक़्क़ी की राह में आने वाली तमाम रूकावटें बेकार साबित हुईं और यह काफ़िर सिन्फे सुख़न कुछ और भी ज़्यादा निखर कर दोशीज़गी के लिबास में ज़्यादा सजीले पन के साथ अपने चाहने वालों का हल्क़ा बढ़ाती चली गई। यह और बात है कि वक़्त के साथ साथ मेयार भी बदलता चला गया और आज

हैं। ग़ज़लें, नज़्में, गीत, कहानियां और अलग अलग विषयों पर मज़मून लिख रहे हैं। डा.मनमोहन तालिब की शख़्सियत के जितने पहलु मेरे सामने आए हैं उनमें इन्सानियत, दर्दमन्दी, रहमदिली और हमदर्दी की झलक ज़्यादा है। वह किसी के भी दुख दर्द में अपनाईयत और सच्चे दिल से शरीक होते हैं जिसकी मिसाल इस दौर में मुश्किल ही से मिलेगी और यही दर्द उनकी शायरी में भी महसूस किया जा सकता है।

तालिब की रचनाएं, आकाशवाणी, दूरदर्शन और मशहूर साहित्यिक पत्रिकाओं के ज़रिये शौक़ीन दोस्तों तक पहुंचती रहती हैं जिस्से अंदाज़ा होता है कि वह खुश मिज़ाजी और लगन के साथ अपनी मंज़िल की तरफ़ बढ़ रहे हैं। इस तरह इनके और ज़्यादा नुमायां होने की उम्मीद रोशन हैं।

इशरत क़ादरी

तालिब,एक शख़्स कई रूप

डा. मनमोहन नाथ शर्मा तालिब ने खुद को एक शायर के रूप में पेश करने के लिये जो लम्बा सफ़र तय किया है वह किसी तिलिस्मी दास्तान से किसी तरह कम नहीं है। उनकी शख़्सियत का हर पहलू हैरत अंगेज़ है। वह मिस्मरेज़म के माहिर की हैसियत से लम्बे समय तक बाक़ायदा तौर पर स्टेज शो करके दीवाना जादूगर के नाम से दूर दूर तक मशहूर रहे हैं।

हिन्दुस्तानी क्लासिकल संगीत से दिलचस्पी के नतीजे में अपनी आवाज़ का जादू भी जगाते रहे हैं। और सितार, हारमोनियम, तब्ला वग़ैरह बजाने में भी इन्हें महारत हासिल है। संगीत का शौक़ इन्हें अपने घर में ही पैदा हूआ जिसकी तफ़सील इन्होंने "कहानी मेरी" में बयान की है। विज्लेंस आफ़िसर की हैसियत से काम करते हुए वह कारनामे कर दिखाये कि बड़े बड़े क़ातिलों और ख़ूंख़्वार मुजरिमों को सलाख़ों के पीछे पहुंचा दिया और कई इनाम हासिल किये। सी. आई. डी. में काम करने के दौरान उन्हें जो अनुभव हुए और जो मामले सामने आए उन्हें कहानियों की शक्ल में लिखा जो उर्दू और हिन्दी के पत्र पत्रिकाओं में प्रकाशित भी होचुकी हैं।

आयुर्वेदिक इलाज का शौक़ हुआ तो बाक़ायदा तौर पर उसका डिप्लोमा हासिल किया और अब इनके पास कुछ ऐसे नुस्ख़े हैं जो अचूक साबित होते हैं। लेकिन तालिब ने किसी हुनर को पेशा नहीं बनाया। अब नौकरी से रिटायर हो कर काग़ज़ और क़लम से रिश्ता जोड़े हुए

डा. मनमोहन तालिब उस सच्ची ग़ज़ल के शायर हैं। जो तीन सौ साल से पुर बहार रही है। इस किताब में ग़ज़ल के शेर हैं। ग़ज़ल पर मक़्सदी तहरीक,तरक़्क़ी पसंदी और जदीदियत सब ने अपनी अपनी चादरें डालीं लेकिन ग़ज़ल के पास यादों की एक अलमारी है। उस अलमारी में मक़्सदी तहरीकात,तरक़्क़ी पसंद नज़रयात और जिद्दत तराज़ियां सजा कर जो ग़ज़ल पहले और आखरी दिन की ग़ज़ल रहती है। उसी सिलसिले की मनमोहन की मोहिनी ग़ज़लें हैं।

26 अगस्त 2000ई.

(पद्म श्री) (डा.) बशीर बद्र
11, रेहाना कालोनी
ईदगाह हिल्स,भोपाल.

इन्तिसाब

अपनी जीवन साथी

'सुदर्शना'

के नाम

साये की तर्ह साथ रहे हो क़दम–क़दम,
तुम जैसा मुझको प्यार किसी ने नहीं किया।

संग्रह का नाम : **कलीयाँ और फूल**

लेखक का नाम : डा. मनमोहन "तालिब"

कम्पोज़िंग : उबेद सलाम
इनटेक कमप्यूटर कम्पोज़िंग सेंटर भोपाल

सम्पादन : रेहबर जौनपूरी

मुखपृष्ट : इशरत क़ादरी

प्रकाशन : वर्ष 2001

मुद्रक : अवतार ग्राफिक्स, भोपाल

संख्या : 500

मूल्य : 75 रूपये

प्रकाशक : मर्कज़े अदब एम.एल. बी. कालेज रोड, भोपाल

मिलने के पते :
i) डा. मनमोहन नाथ शर्मा तालिब
एल -197 भारतीय निकेतन
पोस्ट ऑफिस गोविंदपुरा
भोपाल - 462023
ii) मक्तब - ए - जामेआ, जामेआ
नगर, नई दिल्ली -110025.

कलियाँ और फूल

डा. मनमोहन "तालिब"